نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ انہا علیہم مؤصدۃ فی عمد ممددۃ

اصلاح

نمبر انعامی جلد ۱۴

سنہ ۱۳۲۹ھ

اس رسالہ شریفہ میں صرف عربی۔ فارسی۔ انگریزی تواریخ سے یہ ثابت کیا گیا ہے
کہ خلیفہ اول کی بیعت لینے کیلئے بنت اشرف جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ
علیہا کے جلانیکو خلیفہ دوم آگ لکڑی لیگئے اور جلانیکا قصد کیا ہے
تالیف لطیف مالیجناب فضائل مآب ماسٹر شیخ ذاکر حسین
صاحب دام عزہ مالک دفتر اتالیق انگریزی دہلی جو محض
دفتر اصلاح کی فرمایش پر لکھا گیا اور بغرض
اظہار حق و نفع مومنین کیلئے شایع کیا گیا

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

قیمت ۵ر

النار الموقدہ

لمن احرق بیت السیدۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد
وآلہ الطاہرین ولعنۃ علی اعدائہم اجمعین اما بعد چونکہ یہ زمانہ انکار
واقعات صحیحہ ہے کہ ہر گذشتہ واقعہ جو مفید مطلب خیال کیا جاتا ہے۔ انکار کیا
جاتا ہے یہانتک کہ واقعہ کربلا سے بھی اب انکار ہے۔
لہذا یہ رسالہ صرف اس بحث میں لکھا جاتا ہے کہ خلیفہ دوم نے خانہ جناب سیدہ
صلوات اللہ وسلامہ علیہا کے جلانے کا قصد کیا۔ یا جلایا جس سے امید ہے کہ اہل
اسلام سمجھیں اہلبیت رسول پر بعد وفات رسول اللہ کیا کیا مصائب گذرے
اور ہمسکو کہانتک اون حضرات سے ہمدردی کرنا چاہیئے کیونکہ ہر فرد بشر پر اپنے
محسن اور محسن زادوں کی محبت ومودت فرض ہے۔
اور اون کے دشمنوں سے مخالفت ومعاندت لازم ہے۔ وان ارید الا الاصلاح
ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

سید [illegible] عفی عنہ

قصد احراق خانۂ جناب سیدہ

علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کشف الحق میں طبری - واقدی اور ابن عبدربہ
وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ بسبب ترک بیعت جناب ابوبکر کے جناب عمر نے خانۂ جناب سیدہ صلوات
اللہ علیہا کو پھونکدینے کا قصد کیا جسمین اُسوقت جناب امیرالمومنین اور جناب سیدہ اور
اونکے دونو بیٹے اور ایک جماعت بنی ہاشم کی تھی اور ابن خزابہ کی کتاب غرر سے لکھا
ہے قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی باب فاطمۃ حین
امتنع علی و اصحابہ عن البیعۃ ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃ اخرجی من البیت
والا احرقتہ ومن فیہ قال وفی البیت علی وفاطمۃ والحسن والحسین و
جماعۃ من اصحاب النبی فقالت فاطمۃ تحرق علی ولدی قال ای واللہ
اولیخرجن ولیبایعن (یعنی نقل کیا ہے ابن خزابہ نے اپنی کتاب غرر میں کہ کہا زید
بن اسلم نے کہ تھا میں اون لوگوں میں جو دروازہ فاطمہ پر عمر کے ساتھ لکڑیاں لے گئے
جبکہ علی اور اونکے اصحاب نے بیعت سے انکار کیا تھا پس کہا جناب عمر نے جناب فاطمہ
سے نکل آؤ گھر میں سے ورنہ پھونکدونگا اُسکو اور اونکو جو اُسمیں ہیں - اور تھے گھر میں
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور ایک جماعت اصحاب نبی کی - پس کہا جناب
فاطمہ نے تو میرے بچوں کو پھونکدیگا کہا جناب عمر نے قسم خدا کی ضرور پھونکدونگا ورنہ وہ
نکل آئیں اور بیعت کرلیں) علامہ حلی کی اس تحریر کے جواب میں فضل بن روز
بہان اپنی کتاب ابطال الباطل[1] میں لکھتے ہیں من اقبح ما افتراہ الروافض
ہذا الخبر وھو احراق عمر بیت فاطمۃ وما ذکر ان الطبری ذکرہ فی التاریخ
فالطبری من الروافض مشہور بالتشیع حتی ان علماء بغداد ھجروہ
لغلوہ فی الرفض والتعصب وھجروا کتبہ وروایاتہ واخبارہ وکل من
نقل ہذا الخبر فلا یشک انہ رافضی متعصب یرید ابداء القدح و

[1] جسکو شہید ثالث علامہ شوشتری علیہ الرحمہ کی کتاب احقاق الحق نے باطل کردیا ہے - ۱۲ منہ

والطعن علی الاصحاب وما رایناً احد ادوی ھذا الا الی روافض ینسبو الی الطبری ونحن ما را اینا ھذا فی تاریخہ (یعنی جو کچھ روافض نے افترا باندھا ہے مسلمین سے زبون تر اور قبیح تر یہ خبر ہے عمر کی خانۂ فاطمہ میں آگ لگانے کی اور (علامہ حلی) یہ جو لکھا ہے کہ طبری نے اپنی تاریخ میں اسکا ذکر کیا ہے۔ پس طبری رافضیون میں سے ہے تشیع کے ساتھ مشہور رہا یہانتک علمای بغداد نے ترک کیا اسے اسکے غلوے رفض اور تعصب کی وجہ سے اور اسکی کتابون اور روایتون اور اخبار کو ترک کر دیا اور جس کسی نے اس خبر کو نقل کیا پس بیشک وہ رافضی ہے متعصب اصحاب پر طعن اور قدح کرنا چاہتا ہے اور ہمنے کسیکو نہین دیکھا کہ اسنے روایت کیا ہو سوائے رافضیون کے جو اس واقعہ کو طبری کی طرف منسوب کرتے ہین اور ہمنے اسے طبری کی تاریخ میں لکھا ہوا نہین دیکھا) ابن روزبہان کی بیباکی اور خیرگی لحاظ کے قابل ہے۔ دیدہ و دانستہ ناحق کوشی اور باطل فروشی اور اپنے علما کی تضلیل پر کمر باندھی ہے۔ نہایت عناد و تعصب اور عجز و حیرانی و پریشانی سے سوا اسکے چارہ نہ دیکھا کہ اصل واقعہ ہی سے صاف انکار کر دے اور بالخصوص طبری کی روایت میں کلام آپنی جہالت کو ظاہر کیا ہے دوسری روایتون کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اول طبری کو رافضی بنایا پھر کہدیا کہ سوائے رافضیون کے کوئی اس روایت کو طبری سے منسوب نہین کرتا اور پھر صاف انکار کر دیا کہ تاریخ طبری مین یہ مضمون ہے ہی نہین۔ تعجب یہ ہے کہ صرف طبری ہی کے رافضی بنانے پر اکتفا نہین کیا بلکہ عام حکم دیدیا کہ جو کوئی اس خبر کو روایت کرے وہ رافضی ہے اور اس حکم باطل سے اُسنے اپنے علمائے اعلام کو جنھون نے اس خبر کو روایت کیا ہے رافضی یعنی بدتر از یہود و نصاری قرار دیا ہے۔ اور مقدوح مجروح اور بے اعتماد کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر ان علما کی توثیق کتب اہلسنت سے درج کیجائے تو ایک خاصی ضخیم کتاب تیار ہو جائے مثلاً انھی ابو جعفر طبری کو لیجئے جنپر ابن روزبہان نے ایسی بے دردی سے حملہ کیا ہے قاضی ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں " ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری۔

صاحب تفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر فنون کثیرہ مین امام تھا ان مین سے تفسیر وحدیث وفقہ وتاریخ وغیرہ ہین اور فنون عدیدہ مین اُسکی تصانیف ملیحہ ہین جو اُسکی وسعت علم اور غزارت فضل ظاہر کرتی ہین - ائمہ مجتہدین مین سے تھا کسی کا مقلد نہ تھا وہ نقل مین ثقہ تھا اور تاریخ اُسکی تمام تاریخون سے صحیح تر اور ثابت تر ہے "

صاحب مدینۃ العلوم وکشف الظنون نے بھی ایسا ہی کچھ لکھا ہے - اور تاج الدین سبکی نے طبقات فقہای شافعیہ مین لکھا ہے کہ "ابو جعفر محمد بن جریر طبری امام الجلیل مجتہد المطلق علم اور دین کی رو سے ایک امام ہے دنیا کا" صاحب کشف الظنون نے اور مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ کے کید پنجاہ ودوم مین طبری کی کو اصح التواریخ لکھا ہے -

غرض طبری کا حسن وعظمت وجلالت واعتماد واعتبار نزدیک اہلسنت کے کالشمس فی رابعۃ النہار مویدا و آشکار ہے اور کتب دین وایمان اہلسنت اُسکے اقوال اور روایات کی نقل سے بھری پڑی ہین کوئی عالم اسکا انکار نہین کر سکتا ابن روزبہان نے ایسے جلیل القدر امام کو رافضی یعنی بدتر از یہود ونصاری بنایا اور اسکے ساتھ ہی اُن تمام علما کو لپیلیا جو اس روایت کے ناقل ہین - اب ذرا اُن بڑے بڑے علمای اہلسنت کی روایتین جو اس واقعہ کی نسبت اُنھون نے درج کی ہین اور نیز مورخین فرنگ کی تحریرون کو نظر غور ملاحظہ کیجیے اور ابن روزبہان کی جہالت وحماقت کی داد دیجیے -

(۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) کی تاریخ الامم والملوک مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۱۹۵

له البتہ ایک موقع پر جبکہ غریب طبری نے اپنی کتاب اختلاف الفقہا مین امام احمد بن حنبل کو فقیہون مین شمار کرنے سے انکار کیا تھا تو حنبلیون نے جلکر شورش مچائی تھی اور لوگون کو اُن سے برگشتہ کرنیکی غرض سے خواہ مخواہ اُنکو رافضی مشہور کر دیا تھا - ورنہ طبری کو تو تشیع سے ایسی نفرت تھی کہ مورخین لکھتے ہین کہ جب بغداد سے اپنے وطن طبرستان کو واپس گئے ہین اور وہان دیکھا تشیع پھیلگیا ہے تو مارے نفرت کے اپنے وطن کو ترک کیے واپس چلے آئے (تحفہ) ۱۲ منہ

حدثنا ابن حميد قال حدثنا جرير عن مغيرة عن زياد بن كليب قال اتى عمر بن الخطاب منزل علي وفيه طلحة والزبير ورجال من المهاجرين فقال والله لاحرقن عليكم او لتخرجن الى البيعة فخرج عليه الزبير مصلتا بالسيف فعثر فسقط السيف من يده فوثبوا عليه فاخذوه

ابن حمید کہتا ہے کہ عمر بن الخطاب علیؑ کے مکان پر آئے اور اُسمیں طلحہ اور زبیر اور کچھ مہاجرین بیٹھے تھے پس کہا عمر نے واللہ میں ضرور جلادونگا تم اس مکان کو ورنہ باہر نکل آؤ اور بیعت کرو۔ پس زبیر تلوار کھینچے ہوئے باہر آئے مگر ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔ پس تلوار اُن کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور لوگوں نے دوڑ کر زبیر کو پکڑ لیا۔

(۳) امام شہاب الدین احمد المعروف بابن عبد ربہ اندلسی (المتوفی ۳۲۸ھ) کی عقد الفرید مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱

الذين تخلفوا عن بيعة ابي بكر علي والعباس والزبير وسعد بن عبادة فاما علي والعباس والزبير فقعدوا في بيت فاطمة حتى بعث اليهم ابوبكر عمر بن الخطاب ليخرجهم من بيت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار على ان يضرم عليهم الدار فلقيته فاطمة فقالت يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فيما دخلت فيه الامة فخرج علي حتى

جن لوگوں نے ابوبکر کی بیعت سے تخلف کیا وہ علیؑ۔ عباس۔ زبیر۔ سعد بن عبادہ تھے۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر جناب فاطمہؑ کے گھر میں آن بیٹھے یہانتک کہ ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو اُن کی طرف بھیجا کہ اُنکو فاطمہؑ کے گھر سے نکال دے اور حکم دیدیا کہ اگر وہ انکار کریں تو اُن سے قتال کرنا۔ پس آئے عمر آگ کی چنگاری لئے ہوئے کہ اُن لوگوں پر مکان کو جلا دیں۔ پس ملاقات کی فاطمہؑ نے (پس در سے) عمر سے اور فرمایا اے ابن الخطاب آیا تو اسلئے آیا ہے کہ ہمارے گھر کو پھونکدے۔ عمر نے کہا ہاں اسی لئے آیا ہوں ورنہ جسطرح امت کے اور لوگوں نے بیعت کی تم لوگ

ودخل علی ابی بکر فبایعه.

تم لوگ بھی بیعت کر لو پس جناب علیؑ باہر نکلے یہاں تک کہ ابوبکر کے پاس آکر بیعت کر لی

(۳) ملک المؤید عماد الدین اسماعیل ابو الفداء المتوفی ۷۳۲ھ کی تاریخ المختصر فی اخبار البشر مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۵۶

وبادروا الی سقیفة بنی ساعدة فبایع عمر ابابکر رضی اللہ عنہما وانثال الناس علیہ یبایعونہ فی العشر الاوسط من ربیع الاول سنة احدی عشر خلا جماعة من بنی ہاشم والزبیر وعتبة بن ابی لہب وخالد بن سعید بن العاص والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسی وابی ذر وعمار بن یاسر والبراء بن عازب وابی بن کعب ومالوا مع علی بن ابی طالب وقال فی ذلک عتبة بن ابی لہب ما کنت احسب ان الامر منصرف عن ہاشم ثم منہم عن ابی حسن عن اول الناس ایمانا وسابقة واعلم الناس بالقرآن والسنن واخر الناس عہدا بالنبی ومن جبریل عون

اور سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑتے گئے پس بیعت کرلی عمر نے ابوبکر سے۔ اور لوگوں نے ہجوم کیا اور بیعت کرنے لگے یہ بیعت ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کے عشرہ اوسط میں ہوئی سوائے ایک جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار بن یاسر اور براء بن عازب اور ابی بن کعب کے (جنہوں نے بیعت نہیں کی) اور رغبت رکھتے تھے طرف علیؑ بن ابی طالب کے۔ اور کہا اس بارہ میں عتبہ بن ابو لہب نے "میں سمجھتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا خصوصاً ابو الحسن سے جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور قرآن و سنن کو خوب جانتا ہے اور جس نے آخر وقت رسولخدا صلعم کو غسل دیا اور حضرت جبرئیل نے اس کی مدد غسل و کفن دینے میں کی اور وہ ایسا ہے کہ بلا شک اس میں وہ تمام

له في الفضل والكفن من فيه ما
فيهم لا يمترون به ـ وليس في
القوم ما فيه من الحسن ـ

وكذلك تخلف عن بيعة ابي بكر
ابو سفيان من بني امية ثم
ان ابا بكر بعث عمر بن الخطاب
الى علي ومن معه ليخرجهم من
بيت فاطمة رضي الله عنها وقال
ان ابوا عليك فقاتل فاقبل
عمر بشيء من نار على ان يضرم
الدار فلقيته فاطمة رضي الله عنها
وقالت الى اين يا ابن الخطاب
اجئت لتحرق دارنا قال نعم او
تدخلوا فيما دخل فيه الامة فخرج
علي حتى اتى ابا بكر فبايعه كذا
نقل القاضي جمال الدين بن
واصل وروى الزهري عن
عائشة قالت لم يبايع علي ابا بكر
حتى ماتت فاطمة وذلك بعد
ستة اشهر لموت ابيها صلى
الله عليه وسلم ـ

خوبیاں ہیں جو اوروں میں ہیں اور جو خوبیاں
اُس میں ہیں وہ اوروں میں نہیں ہیں اُسکو
تو خلافت نہ ملیگی بلکہ ایک اور شخص کو ملجائیگی
یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی ـ

(صاحب حبیب السیر نے ان اشعار کو حضرت عباس
کی طرف منسوب کیا ہے اور اسطرح ترجمہ کیا ہے ؎
ندانم خلافت چرا منصرف شد ۔ از ہاشم و انگاہ
از بوالحسن نہ او اولین مقبل قبلہ بود نہ او بود
اعلم بفرض و سنن نہ اقرب بعہد نبی بود و بود
معین جبرئیلش بغسل و کفن نہ او جمیع حسن اوصاف
گشت نہ قدر علیؑ و ز خلق حسن ؎)

اور اسی طرح تخلف کیا ابوبکر کی بیعت سے ابوسفیان
نے بنی امیہ میں سے ـ اسکے بعد ابوبکر نے عمر کو علیؑ
کے پاس بھیجا اور اُن لوگوں کے پاس جو علیؑ کے
ساتھ تھے ـ کہ اُنکو فاطمہؑ کے گھر سے نکالدے اور
حکم دیا کہ اگر تجھ سے انکار کریں تو اُن سے قتال کیجو
پس آئے عمر کسیقدر آگ لئے ہوئے کہ گھر کو پھونکدیں
پس ملیں عمر سے جناب فاطمہؑ اور فرمایا اے ابن
خطاب کدھر کو آئے ـ آیا ہمارا گھر پھونکنے آئے ہو
کہا عمر نے ہاں اسی لئے آیا ہوں ورنہ جس امر میں
امت داخل ہوئی ہے تم لوگ بھی داخل ہو جاؤ یعنی
ابوبکر کی بیعت کرلو ـ پس نکل آئے علیؑ یہانتک کہ ابوبکر کے پاس آکر بیعت کرلی ـ نقل کیا ہے
اسطرح قاضی جمال الدین بن واصل نے ـ اور زہری نے عائشہ سے یہ روایت کی ہے

کہ جبتک جناب فاطمہؑ کا انتقال نہین ہو گیا علیؑ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی - اور فاطمہؑ کا انتقال رسول اللہ صلعم کی وفات کے ۶ مہینے بعد ہوا ہے -

(۴) علامہ ابوالولید محمد ابن شحنہ (المتوفی ۸۱۵ھ) کی روضۃ المناظر برحاشیہ جلد یازدہم تاریخ کامل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳

اس کتاب مین بھی احراق خانہ جناب سیدہ سے متعلق بالکل یہی روایت جو ابو الفدا نے لکھی ہے کسیقدر اختصار کے ساتھ درج ہے بالکل یہی مطلب ہے باندیشہ طول ہمنے یہان نقل نہین کیا -

(۵) امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ (المتوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ[1] مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰

ان ابابكر رضي الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بيعته عند علي كرم الله وجهه فبعث اليهم عمر فجاء فناداهم وهم في دار علي فابوا ان يخرجوا فدعا بالحطب وقال والذي نفس عمر بيده لتخرجن او لاحرقنها على من فيها فقيل له يا ابا حفص ان فيها فاطمة فقال وان فخرجوا فبايعوا الا عليا فانه زعم انه قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن لوگون کی خبر دریافت کی جو اُن کی بیعت سے تخلف کر کے حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوے تھے اور اُنکے پاس عمر بن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ حضرت علیؑ کے گھر مین تھے عمر آئے اور اُنکو آواز دی اُنہون نے باہر آنے سے انکار کیا تو عمر نے لکڑیان منگائین اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین عمر کی جان ہے نکل آؤ ورنہ مین اُسمین آگ لگا دونگا اور مع اُن لوگون کے جو اُسمین مین پھونکدونگا پس کسی نے کہا کہ اے ابو حفص (عمر) اس گھر مین تو فاطمہؑ ہین پس کہا عمر نے ہوا کرین - تب وہ لوگ نکل آئے

[1] چونکہ ابن قتیبہ نے اس موقع پر دیگر مورخین کی نسبت حق پوشی کم کی ہے اور بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے اہل حق کو واقف ہونا ضرور ہے اس سبب سے ہمنے بھی اس روایت کو تفصیل کیساتھ نقل کیا ہے

ثوبی علی عاتقی حتی اجمع القران فوقفت فاطمہ رضی اللہ عنہا علی بابہا فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوأ محضر منکم۔ ترکتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقنا فاتی عمر ابابکر فقال لہ الا تاخذ ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ فقال ابوبکر لقنفذ وہو مولی لہ اذہب فادع لی علیا قال فذہب الی علی قنفذ فقال لہ ما حاجتک فقال یدعوک خلیفۃ رسول اللہ فقال علی لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ ص فرجع فابلغ الرسالۃ قال فبکی ابوبکر طویلا فقال عمر الثانیۃ ان لا تمہل ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ فقال ابوبکر لقنفذ عد الیہ فقل لہ

اور بیعت کرلی۔ لیکن علی نہ نکلے عمر نے خیال کیا کہ علی نے قسم کھائی ہو کہ جبتک قرآن جمع نہ کر لونگا اور نہ (سوائے وقت نماز کے) ردا دوش پر ڈالونگا (واسطے باہر نہ آئے) بعدہ جناب فاطمہ دروازہ کے پاس کھڑی ہوئین اور کہا مجھے تُسے زیادہ بدتر قوم سے پالا نہین پڑا۔ تمنے جنازہ رسول اللہ صلعم کا ہمارے ہاتھون مین چھوڑ دیا اور اپنے کام کی کتر بیونت مین لگ گئے۔ ہمسے مشورہ نہین لیا اور ہمکو ہمارا حق نہین دیا۔ پس آئے عمر ابوبکر کے پاس اور کہا ابوبکر سے کیا آپ اس شخص (علی) سے جو آپ سے پھرا ہوا ہے بیعت نہ لینگے۔ پس کہا ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے جا علی کو میرے پاس بلا لا۔ پس قنفذ علی کے پاس گیا حضرت علی نے کہا کیا مطلب ہے۔ قنفذ نے کہا آپکو خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہین۔ علی نے کہا کسقدر جلدی تم لوگون نے رسول اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ قنفذ نے واپس آکر علی کا پیغام ابوبکر سے کہا اسپر ابوبکر دیر تک روئے پھر عمر نے دوبارہ کہا کہ تم اس متخلف سے بیعت لینے مین ڈھیل نہ کرو تب ابوبکر نے قنفذ سے کہا پھر علی کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ امیر المومنین آپکو بلاتے ہین۔ آکر بیعت کرو۔ قنفذ علی کے پاس آیا اور خلیفہ

اميرالمومنين يدعوك فليتا[illegible]
فجاءه قنفذ فادى ما امر
به فرفع علی صوته فقال
سبحان الله لقد ادعی
ماليس له فرجع قنفذ فابلغ
الرسالة فبكى ابوبكر طويلا
ثم قام عمر فمشى معه جماعة
حتى اتوا باب فاطمة فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت باعلى صوتها يا ابت
يارسول الله ماذا لقينا
بعدك من ابن الخطاب
وابن ابي قحافة فلما سمع
القوم صوتها وبكائها
انصرفوا باكين وكادت
قلوبهم تنصدع واكبادهم
تنفطر وبقى عمر معه قوم
فاخرجوا عليا فمضوا به
الى ابى بكر فقالوا له بايع
فقال ان انا لم افعل فمه
قالوا اذا والله الذي لا اله
الا هو نضرب عنقك
قال اذا تقتلون عبدالله

کا پیغام بیان کیا پس علی نے باآواز بلند یعنے
غصہ ہو کر فرمایا سبحان اللہ کیا اچھا دعوی ہے
جسکا مطلق اُسے حق حاصل نہیں ہے۔ قنفذ
واپس آیا اور علی کا پیغام پہنچایا سنکر ابوبکر
بہت روئے پھر عمر اُٹھے اور اُنکے ساتھ
ایک جماعت بھی چلی یہانتک کہ دروازہ
جناب فاطمہ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا
جب جناب فاطمہ نے اُن لوگوں کی آواز
سُنی تو بہت زور سے چلائی اور واویلا
کرنے لگیں اور رو رو کر فرماتی تھیں کہ اے بابا
اے رسول اللہ (اپنی بیٹی کی خبر لیجیے) ہم
آپ کے بعد ابن خطاب (عمر) اور ابن قحافہ
(ابوبکر) کے ہاتھوں یہ کیا مصیبتیں اُٹھا رہے
ہیں جسوقت اُن لوگوں نے حضرت فاطمہ کی
فریاد وزاری سنی روتے ہوئے اُلٹے پھر گئے
درحالیکہ دل اُنکے درد کرتے تھے اور جگر شق
ہوئے جاتے تھے مگر عمر اور اُن کے ساتھ کچھ اور
آدمی ٹھہرے رہے۔ پس اُنہوں نے علی کو نکالا
اور پکڑ کر ابوبکر کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ بیعت
کرو۔ علی نے کہا کہ اگر بیعت نکروں تو کیا ہوگا۔
جواب دیا قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا کوئی
خدا نہیں ہے کہ اس صورت میں ہملوگ تمہاری
گردن ماردینگے۔ آپ نے فرمایا تو ایک بندہ

و اخا رسول اللہ۔ قال عمر
اما عبد اللہ فنعم و اما اخو
رسول اللہ فلا۔ و ابو بکر
ساکت لا یتکلم فقال لہ عمر
الا تامر فیہ بامرک فقال
لا اکرھہ علی شیئ ما کانت
فاطمہ الی جنبہ فلحق علی
بقبر رسول اللہ صلعم و
سلم و ینادی یا ابن ام
ان القوم استضعفونی
وکادوا یقتلوننی[1]
فقال عمر لابی بکر رض انطلق
بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا
فانطلقا جمیعا فاستاذنا

خدا اور رسول اللہ کے بھائی کا خون کرو گے عمر نے
کہا کہ بندہ خدا تو خیر مگر رسول اللہ کا بھائی غلط
اور ابو بکر چپکے بیٹھے ہوئے سنا کئے کچھ نہ بولے تب
عمر نے اُن سے کہا کیوں اسکے بارہ مین حکم نہیں
دیتے۔ پس ابو بکر نے کہا کہ جبتک فاطمہ اُن کے
پہلو مین ہین مین انپر کسی معاملہ مین جبر
نہین کر سکتا۔ پس علی قبر رسول اللہ پر تشریف
لائے اور نالہ و فریاد کرنے لگے رو رو کر کہتے
تھے اے بھائی (اے رسول اللہ میری خبر
لیجئے) اس قوم نے مجھے مجبور و ناچار بے بس
و بیکس کر دیا اور میرے قتل پر آمادہ ہو گئی۔
پس کہا عمر نے ابو بکر سے آؤ فاطمہ کے پاس
چلیں کیونکہ تحقیق ہمنے اُنکو غضبناک کیا ہے
پس وہ دونو ساتھ ساتھ فاطمہ کے گھر پر آئے

[1] یہ وہ الفاظ ہین جن سے حضرت ہارون نے اپنے بھائی جناب موسیٰ سے بنی اسرائیل کی شکایت
کی جب کہ بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ کے چلے جانیکے بعد گوسالہ پرستی اختیار کر لی تھی اور جناب موسیٰ نے
واپس آکر جناب ہارون کو سرزنش کی کہ تمنے انکو کیون نہ روکا (دیکھو پارہ ۹ سورۂ اعراف رکوع ۱۰) یہ امر بھی
قابل غور ہے کہ جناب امیر نے یا ابن ام فرمایا ہے یا ابن عم نہیں فرمایا تاکہ حضرت ہارون سے پوری
پوری مشابہت رہے۔ اور کیسا صحیح فرمایا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے جناب امیر کی شان مین
انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ تو فرمایا ہی تھا ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ چونکہ علی مرتضیٰ کی والدہ
فاطمہ بنت اسد نے جناب رسول اللہ صلعم کو بیٹوں کی طرح پالا تھا بلکہ اپنی اولاد سے
زیادہ چاہتی تھین آنحضرت صلعم اُنکو ہمیشہ ماں ہی کہکر پکارتے تھے سچ ہے کلام الامام امام الکلام کیا
خوب آیہ قرآنی کو اپنے حال پر چسپاں کیا ہے ۱۲ منہ

على فاطمة فلم تاذن لهما فاتيا
عليًا فكلماه فادخلهما عليها
فلما قعدا عندها حولت
وجهها الى الحائط فسلما
عليها فلم ترد عليهما السلام
فتكلم ابوبكر فقال يا
حبيبة رسول الله صلعم اغضبناكِ
في ميراثك منه و في
زوجك فقالت مابالك
يرثك اهلك ولا نرث
محمدا فقال والله ان قرابة
رسول الله احب الى من
قرابتي وانك لاحب الي
من عائشة ابنتي ولوددت
يوم مات ابوك اني مت
ولا ابقى بعده افتراني
واعرفك واعرف فضلك
وشرفك وامنعك حقك
وميراثك من رسول الله
الا اني سمعت اباك رسول
الله صلعم يقول لا نورث ما تركنا
فهو صدقة فقالت ارايتكما
ان حدثتكما حديثا عن

اور اندر آنے کی اجازت مانگی جناب فاطمہؑ نے
اُن دونوں کو اجازت نہ دی پس علیؑ کے پاس
آئے اور اُن سے دونوں نے باتیں کیں علیؑ
اُن دونوں کو جناب فاطمہؑ کے پاس لائے۔
جب وہ اُنکے پاس آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہؑ
نے اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ انہوں نے
سلام کیا جناب فاطمہؑ سلام کا جواب نہ دیا پس
ابوبکر نے کہا اے حبیبہ رسول اللہ ہمنے تمھارے
رسول اللہ صلعم کی میراث اور تمھارے شوہر کے
بارہ مین تمکو غضبناک کیا ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے
فرمایا یہ کیا بات ہے کہ تیرے اہل تو تیری میراث
پائیں اور ہم محمدؐ کی میراث سے محروم رہیں۔
ابوبکر بولے واللہ قرابت رسول اللہ کی میرے
نزدیک میری قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔
اور تم مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ ہو اور
جسدن آپکے پدر بزرگوار کا انتقال ہوا ہو مین
چاہتا تھا کہ مین مرجاتا اور آنحضرت کے بعد
زندہ نہ رہتا۔ کیا آپکا یہ خیال ہے کہ مین آپ کا
حق اور آپکا ورثہ روکتا ہون جو رسول اللہ
صلعم کی طرف سے آپکو پہنچتا ہے۔ حالانکہ مین آپ
سے اور آپ کے فضل و شرف سے واقف ہون
مگر بات یہ ہے کہ مینے رسول اللہ سے سنا ہے وہ
حضرت فرماتے تھے کہ ہمارا ورثہ نہیں ہوتا جو کچھ

رسول اللہ ص نعم فانہ
وتفعلان بہ قال نعم فقالت
نشدتکما اللہ الم تسمعا
رسول اللہ یقول رضا
فاطمۃ من رضائی وسخط
فاطمۃ من سخطی فمن احب
فاطمۃ ابنتی فقد احبنی و
من ارضا فقد ارضانی و
اسخط فاطمۃ فقد اسخطنی
قالا نعم سمعناہ من رسول
اللہ ص قالت فانی اشہد اللہ
وملائکتہ انکما اسخطتمانی
وما ارضیتمانی ولئن لقیت
النبی ص لاشکونکما الیہ فقال
ابوبکر انا عائذ باللہ تعالی
من سخطہ وسخطک یا فاطمہ
ثم انتحب ابوبکر یبکی حتی
کادت نفسہ ان تزھق
وھی تقول واللہ لادعون
اللہ علیک فی کل صلاۃ
اصلیہا ثم خرج باکیا فاجتمع
علیہ الناس فقال لھم
بیت کل رجل منکم معانقا

ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے جناب فاطمہؑ نے
فرمایا میں بھی تم سے رسول اللہ کی ایک حدیث
بیان کروں اُسے پہچانوگے اور اُس پر عمل کروگے
ابوبکر اور عمر بولے ضرور۔ فرمایئے۔ پس فرمایا جناب
فاطمہؑ نے میں تم کو قسم دیکر پوچھتی ہوں کیا تم دونوں
نے رسول اللہ صلعم کو کہتے نہیں سنا کہ رضا فاطمہؑ
کی میری رضا ہے اور غصہ فاطمہؑ کا میرا غصہ ہے
پس جس شخص نے میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کی اُس نے
مجھ سے محبت کی جس نے اُسے راضی کیا اُس نے
مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہؑ کو غضبناک
کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا۔ ابوبکر اور عمر دونو
نے کہا ہم نے ایسا سنا ہے تب جناب فاطمہؑ نے
فرمایا میں خدا اور ملائکہ کو گواہ کرتی ہوں کہ
تم نے مجھے ضرور غضبناک اور مجھے تم دونوں
نے راضی نہیں کیا اور جب میں نبی صلعم سے
ملاقات کروں گی تو ضرور تم دونوں کی
شکایت اُن حضرت سے کرونگی تب ابوبکر
نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اے
فاطمہؑ کہ آنحضرت اور تم غضبناک ہو۔ یہ کہکر
ابوبکر رونے لگے یہانتک کہ اُنکا دم گھٹنے لگا۔
لیکن جناب فاطمہؑ بھی کہتی گئیں واللہ جو نماز
میں پڑھونگی اُسمیں تیرے لئے بددعا کرتی
رہونگی۔ پس ابوبکر روتے ہوئے نکلے

حليلته مسرورا باهله
وتركتموني وما انا فيه لا
حاجة لي في بيعتكم اقيلوني
بيعتي قالوا يا خليفة رسول
الله ان هذا الامر لا يستقيم
وانت اعلمنا بذلك انه
ان كان هذا لم يقم لله
دين فقال والله
لولا ذلك وما اخافه من
رخاوة هذه العروة ما
بت ليلة ولي في عنق مسلم
بيعة بعد ما سمعت ورايت
من فاطمة قال فلم يبايع
علي كرم الله وجهه حتى
ماتت فاطمة رضي الله عنها
ولم تمكث بعد ابيها الا خمسا
وسبعين ليلة۔

اور لوگ انکے پاس جمع ہوئے۔ پس ابوبکر نے
ان سے کہا تم سب لوگ اپنے اہل و عیال
مین مسرور اپنی زوجہ کے ساتھ معانقہ مین رات
گزارتے ہو اور مجھکو اس مصیبت اور آفت
مین چھوڑ دیا ہے مجھے تمھارے بیعت کی حاجت
نہین ہے میری بیعت توڑ دو۔ وہ بولے اے
خلیفہ رسول یہ امر استقامت پذیر نہوگا اور
آپ اس بات کو سب سے بہتر جانتے ہین کہ اگر یہ نہوگا
تو دین خدا قائم رہیگا پس ابوبکر نے کہا کہ واللہ
اگر یہ بات نہوتی اور اس گرفت کے ڈھیلا پڑجانے
کا اندیشہ نہوتا تو مین ایک رات بھی کسی مسلمان
کی گردن مین اپنی بیعت نہ رکھتا بعد اسکے جو
مینے فاطمہؑ سے سنا ہے اور جو کچھ انکا حال دیکھا ہے
راوی لکھتا ہے پس جناب علیؑ نے ہرگز بیعت
نہین کی جب تک کہ جناب فاطمہؑ کا انتقال
نہو گیا۔ اور وہ صرف ۷۵ دن اپنے پدر
بزرگوار کے بعد زندہ رہین۔

(۶) علامہ مسعودی مروج الذہب ص۱۵۹ بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر مین لکھتے
ہین۔ وحدث النوفلي
في كتابه الاخبار عن ابن
عائشة عن ابيه عن حماد
بن سلمة قال كان عروة
بن الزبير يعذر اخاه اذا

یعنی نوفلی حماد بن سلمہ سے روایت کرتا ہے
کہ عروہ بن الزبیر اپنے بھائی عبد
اللہ بن زبیر کی اس حرکت سے کہ
اوس نے حضرت محمد بن حنفیہ کے
جلانے کا قصد کیا تھا اور لکڑیاں

جمع کی تھیں - یہی معذرت کرتا تھا کہ غرض اس سے اون لوگون کا ڈرانا تھا کہ وہ اخلل اطاعت ہون جیسا کہ اس سے پہلے جب بنوہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا تو جلانے والی لکڑیان اون کے جلانے کو جمع کی گئی تھیں -	جری ذکر بنی هاشم وحصره اباهم فی الشعب وجمعه الحطب لتحریقهم ویقول انما اراد بذالک ارهابهم لیدخلوا فی طاعته کما ارهب بنوهاشم وجمع لهم الحطب لاحراقهم اذهم ابوا البیعة فیما سلف

(۷) امام ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی (المتوفی ۵۴۸ھ) کی کتاب الملل والنحل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۲۵

نظام لکھتا ہے کہ عمر نے لات ماری فاطمہ علیہا السّلام کے شکم پر بیعت کے دن یہانتک کہ محسن انکے شکم مبارک سے نکل پڑے اور عمر غل مچاتے تھے کہ جلادو گھر کو مع ان لوگون کے جو اسمین ہین - حالانکہ گھر مین سوائے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی نہ تھا -	قال النظام ان عمر ضرب بطن فاطمة علیها السّلام یوم البیعة حتی القت المحسن من بطنها وکان یصیح احرقوها بمن فیها وماکان فی الدار غیر علی وفاطمة والحسن و الحسین

(۸) مولوی ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع صدیقی دھلی اور اسی کتاب کا اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور مقصد دوم مآثر ابوبکر صفحہ ۲۲

"انہین ایام مین ایک اور مشکل فوق جمیع مشکلات یہ پیش آئی کہ حضرت زبیر اور ایک جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہ رض کے مکان مین جمع ہے اور نقض خلافت کے متعلق مشورے شیخین نے حسن تدبیر سے جس طرح ممکن ہوا اس مشکل کو بھی اٹھا دیا (یعنی رفع کیا) (اسی طرح جو ملال حضرت علی مرتضی کے مزاج مبارک پر لاحق ہوا تھا اسکا بھی حضرت صدیق نے نہایت حسن ملاطفت سے جبر نقصان فرما۔ اس

قصہ کے تمام راویوں کا حال یہ ہے کہ کچھ یاد رکھا ہے اور کچھ ترک کیا ہے۔ اس جگہ چند روایتیں لکھتا ہوں تاکہ اصل منقح ہو جائے۔

عن زید بن اسلم عن ابیہ
انہ حین بویع لابی بکر بعد
رسول اللہ ﷺ کان علی و
والزبیر یدخلان علی
فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ
فیشاورونہا ویرتجعون
فی امرھم فلما بلغ ذالک
عمر بن الخطاب خرج حتی
دخل علی فاطمۃ فقال یا
بنت رسول اللہ ﷺ ما من
الخلق احب الی من
ابیک وما من احد احب
الینا بعد ابیک منک
وایم اللہ ما ذاک بمانعی
ان اجتمع ھولاء النفر عندک
ان امرتہم ان یحرق
علیہم البیت قال فلما
خرج عمر جاؤھا
فقالت تعلمون ان عمر
قد جاءنی وقد حلف
باللہ لئن عدتم لیحرقن

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ بعد وفات
آنحضرت صلعم جب حضرت صدیق کی بیعت کی
گئی تو حضرت علی مرتضی اور زبیر رضی اللہ عنہما
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آتے
اور اپنے امور میں مشورہ کرتے حضرت
فاروق کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو حضرت
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مکان پر آئے
اور فرمایا اے دختر رسول قسم ہے اللہ کی
کہ کوئی شخص آپ کے والد سے مجھے محبوب
تر نہیں ہے اور پھر آنحضرت کے بعد آپ
سے زیادہ مجھے کوئی محبوب تر نہیں مگر قسم
ہے اللہ کی یہ امر مجھے اس امر سے مانع نہیں
آسکتا کہ اگر پھر یہ لوگ اس طرح جمع ہوں
تو میں گھر میں آگ لگا دوں۔ جب حضرت
فاروق واپس آئے اور وہ لوگ حضرت
فاطمہ کے مکان پر آئے تو آپ نے کہا کہ آپ
لوگوں کو معلوم ہے ابھی میرے پاس
حضرت عمر آئے تھے وہ قسم کھا کر گئے
ہیں کہ اگر پھر یہ لوگ جمع ہوں تو وہ گھر
کو آگ لگا دینگے۔ سو قسم ہے اللہ کی کہ
وہ اس کام کو کر گذریں گے کیونکہ انہوں نے

علیکم البیت وایم اللہ
لیمضین لما حلف علیہ
فانصرفوا اس اشد مین فرادا
س ائکم ولا ترجعوا الی
فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا
الیہا حتی بایعوا لابی بکر
اخرجہ ابن ابی شیبہ۔

قسم کھائی ہے سو بہتر ہے کہ آپ لوگ واپس
ہون اور اپنے اپنے کامون مین مصروف
رہین اور پھر میرے پاس مجمع نہون چنانچہ
وہ لوگ واپس ہوے اور پھر آپکے مکان
پر اس طرح مجتمع نہوے یہانتک کہ انہون نے
حضرت صدیق سے بیعت کرلی۔ ابن ابی
شیبہ اسکے راوی ہین۔ ازالۃ الخفا صـ۳

(۹) امام ابن عبد البر (المتوفی سنہ ۴۶۳ھ) کی کتاب استیعاب مطبوعہ حیدرآباد
دکن جلد اول صـ۳۴۵

اس کتاب مین بھی ازالۃ الخفا والی روایت کسیقدر اختلاف لفظی سے درج ہے
مگر معنی اور مطلب بالکل وہی ہے جو اس ابن ابی شیبہ کی روایت کا ہے

(۱۰) مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ (مطبوعہ نولکشور صـ۲۹۲) مین قصد
احراق عمر خانہ جناب سیدہ کی روایت کو تسلیم کرلیا ہے اور صحیح مان لیا ہے۔
لکھتے ہین "وگفتن (عمر) اینکہ من خواہم سوخت لیس وجہش آنست کہ این تخویف
وتہدید کسانے را بود کہ خانۂ زہرا را ملجا وپناہ بہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم
معظمہ دادہ در آنجا جمع می شدند وفتنہ وفساد منظور میداشتند۔

(۱۱) مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق مین احراق خانہ جناب سیدہ کی
روایت طبری سے نقل کرکے فرماتے ہین کہ درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے
انکار کی کوئی وجہ نہین ہے حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ
بعید نہین ہے۔

(۱۲) مولوی وحید الدین خان صاحب سنی المذہب اپنی کتاب حد تحقیق مطبوعہ
لکھنؤ کے صـ۱۱ مین لکھتے ہین۔
جبتک حضرت علیؑ کفن و دفن حضرت رسولؐ مین مصروف تھے تو اسی عرصہ مین

فرصت پاکر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔ اور بہ تحکم حضرت علیؑ کو واسطے
بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت و ماتم پرسی ساتھ دختر رسول کے کچھ بجا
نہین لائے۔ اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفدا بادشاہ شام کے کہ جسپر
کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ واسطے
جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ مین آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابوبکر سے یہ حکم پایا تھا
کہ علیؑ بیعت نہ کرین تو علیؑ اور رہبرا ہیان کو اُن کے فاطمہؑ کے گھر سے نکالدیا جاوے
تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے زن و شوہر مین
جدائی کراتے تھے۔

(۱۳) حافظ عبدالرحمن امرتسری نے اپنی کتاب المرتضیٰ مطبوعہ امرتسر ۱۳۱۸ھ
مین عقد الفرید اور ابوالفدا کی روایت کو مستند سمجھ کر درج کیا ہے۔

(۱۴) ڈیون پورٹ کے رسالہ خلافت کا اُردو ترجمہ جز و مظاہر حق مطبوعہ
لکھنؤ ۱۱۲ھ

اس عرصہ مین ابوبکر نے جلدی سے عمر کو فاطمہؑ کے گھر پر جہان علیؑ اور بعضے اُنکے
دوست تھے باین حکم بھیجا کہ اُنکو طلب کرین تاکہ وہ حاضر ہوکے بیعت خلیفہ کی
کرین اور اگر وہ اس امر سے انکار کرین تو اُن سے بزور بیعت لین بموجب
اس حکم کے عمر نے اُس گھر کو جاکے اپنے سرہنگون سے گھیر لیا اور ابوبکر کے منتخب ہو چکی
خبر علیؑ کو نکلے دھمکی کی آواز و انداز سے بیان کیا کہ میری (یعنی عمر کی) راے اور
تحریک سے یہ بات باتفاق راے شوری مین قرار پائی ہے کہ اگر کوئی شخص
خود رئیس (خلیفہ) بن بیٹھے تو وہ شخص مع کل اُن لوگون کے جنہون نے
اعانت اور حمایت اُسکی کی ہو وہ سزا موت کی پا دین۔ یہ کہلکے عمر نے بیان
کیا کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہوگی تو وہ اُس گھر مین آگ لگاکے اُسکو اور
جو لوگ اُسمین ہین اُن سبکو جلا کے وہ سزا جاری کریگا۔ پس فاطمہؑ بطور
تشنیع کے کمال غیظ و غضب سے چلائین کہ اے ابن خطاب تو ایسے ظلم قبیح

وحشیانہ کا مرتکب نہونا۔ عمرؔ نے جواب دیا مین ضرور ضرور کرونگا۔ اگر تم بیعت سے
اُس شوریٰ کی انکار کروگے۔ اُس حالت مین علیؑ اور اُن کے رفیقون کو کوئی
چارہ نہ رہا۔ سوائے اسکے کہ اس حکم ناحق کی تعمیل کرین۔

(۱۵) گبن[1] کی مشہور کتاب ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر
(زوال سلطنت روم) مطبوعہ فریڈرک وارن اینڈ کمپنی لندن جلد سوم صفحہ ۱۰۱۵
فقط بنی ہاشم نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا اور اُن کا سردار (علیؑ) ۶ ماہ
سے زیادہ تک بالکل بے تعلق اور چپ چاپ گھر مین بیٹھا رہا۔ اُسنے عمر
کی دھمکیون کی کچھ پرواہ نہ کی جس نے دختر رسول کے مکان مین آگ لگا
دینے کا قصد کیا تھا۔

(۱۶) واشنگٹن ایرونگ کی مشہور کتاب سکسسرز آف محمدؐ (محمدؐ کے جانشین)
مطبوعہ جارج بل اینڈ سنز لندن صفحہ ۱۶
عمرؔ نے اپنے ہمراہیون سے (فاطمہؑ کے) مکان کو گھیر لیا۔ علیؑ سے کہا کہ ابوبکر خلیفہ
منتخب ہوگئے ہین تم بھی بیعت کر لو۔ علیؑ حجت کرنے اور اپنے حقوق جتلانے لگے
مگر عمرؔ نے کہا اب مرضی صحابہ کے خلاف جو کوئی خلافت پر قبضہ کرنیکا قصد کریگا
اُسے سزائے قتل دی جائیگی۔ اور کہا کہ بیعت کرو ورنہ گھر کو اور جو لوگ
اُس مین ہین سبکو پھونکدونگا۔ فاطمہؑ نے ملامت کے طور پر چلا کر کہا اے
ابن خطاب تو ایسا ظلم تو نہ کیجو عمرؔ نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ اور لوگون کی
طرح بیعت نہ کروگے تو واللہ مین ضرور جلا دونگا۔

(۱۷) اوکلی کی ہسٹری آف دی سیراسنز (تاریخ اسلام) مطبوعہ جارج بل
اینڈ سنز۔ لندن۔ صفحہ ۲۰
عمرؔ گھر مین آگ لگانے ہی کو تھا کہ فاطمہؑ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے۔ عمرؔ نے کہا کہ اگر

---

[1] طول کے اندیشہ سے جتنے انگریز مورخون کی انگریزی عبارت نہین لکھی صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے جسے
شبہ ہو اصل سے مقابلہ کرے ہمنے حوالہ پورا صحیح دیا ہے ہر شخص باسانی دیکھ سکتا ہے۔ ۱۲ منہ

اور لوگوں کی طرح تم لوگ بیعت نہ کرو گے تو مین گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا۔

(۱۸) **ابو الفرج** مسلطی نصرانی (المتوفی ۶۸۵ھ) اپنی عربی تاریخ **مختصر الدول** مین بھی یہ روایت اسی طرح لکھی ہے جس طرح اولکی کی تاریخ مین ہے۔

ہمنے یہ ۱۸ شواہد واقعہ قصد احراق خانۂ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کے متعلق ایسی کتابون سے پیش کئے ہین جو چھپ چکی ہین اور جو ہر شایق تحقیق کو بغیر زیادہ دشواری کے دستیاب ہو سکتی ہین اور اکثر تاریخی دنیا مستند اور معتبر مانی جاتی ہین ورنہ ابن ابی شیبہ۔ ابو بکر جوہری صاحب کتاب السقیفہ اور ابن ابی الحدید صاحب شرح نہج البلاغہ اور ابراہیم بن عبد اللہ یمنی شافعی صاحب کتاب الاکتفاء اور جلال الدین سیوطی صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی کنز العمال اور ابن خرابہ صاحب غرر وغیرہ نے بھی حضرت عمر کے اس قصد احراق کی روایت کو اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے۔

ان ۱۹ شواہد مین سے نمبر ۱ سے نمبر ۱۰ شواہد اہلسنت کے ایسے جلیل القدر عالمون سے نقل کئے گئے ہین کہ جنکا نام سنتے ہی اہل سنت اُنکی جلالت قدر وعظمت کی وجہ سے سر جھکا لیتے ہین۔ ایک طبری ہی کی توثیق تحریر کیجاوے

[1] مگر تعجب ہے علامہ ابن خلدون پر کہ وہ اپنی مشہور آفاق تاریخ مین اس واقعہ سے بالکل چشم پوشی کر گئے ہین۔ امام حسن اور مالک اشتر کو معاویہ کے زہر دلوانے کے واقعات مین تو کچھ جیلے حوالے بھی بتا گئے تھے فضول نامعقول طور پر ہاتھ پانون بھی مارے تھے۔ یہان جب کوئی بات بنا نہ سکے تو روایت ہی کو اُڑا دیا حالانکہ تاریخ طبری کو ایک مستند اور معتبر تاریخ سمجھتے ہین اور بہت کچھ انھون نے تاریخ طبری سے اپنی تاریخ مین بھرا ہے جیسا کہ خود ہی اپنی تاریخ کی جلد دوم کی آخر مین اقرار کیا ہے۔ علامہ کو مناسب تھا کہ اس روایت کو جو شیخین کے ایمان کے حق مین سم قاتل کا اثر رکھتی ہو ضرور رکھتے اور معقول دلائل سے رد کر کے شیخین کی پیشانی

اور اسکی مدح وثنا جو علماے اہلسنت نے کی ہے لکھی جاے تو پچاس یا ساٹھ یا اس سے زیادہ صفحون کی ایک کتاب تیار ہوتی ہے مشتے نمونہ از خروارے ہمنے اس مضمون کے شروع مین لکھا ہی ہے پس اپنے ایسے جید علما کی مستند اور معتبر کتابون سے اتنے شواہد کے بعد اہلسنت کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی مطلق گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اگر ایسی مستند اور معتبر شہادتون سے انکار کیا جاے تو دنیا کا کوئی واقعہ بھی تسلیم نہین کیا جاسکتا۔

ان تاریخی روایتون کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث کو بھی شامل کر لیجیے۔

(۱) عن عائشة - ان فاطمة بنت رسول الله صلعم ارسلت الی ابی بکر الصدیق تسأله میراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله علیه بالمدینة وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول الله صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقة انما یاکل آل محمد فی هذا المال وانی والله لا اغیر شیئاً من صدقة رسول الله عن حالها التی کانت علیها فی عهد رسول الله صلعم ولاعملن فیها بما عمل رسول الله صلعم فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمه شیئاً فوجدت فاطمه علی ابی بکر فی ذالک فهجرته

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ص نے جناب ابوبکر کے پاس کہلا بھیجا اور رسول اللہ صلعم کی ملک مین سے جو مدینہ اور فدک اور ما بقاے خمس خیبر مین تھی اپنی میراث طلب کی۔ پس کہا ابوبکر نے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ورثہ نہین ہوا کرتا جو کچھ ہم چھوڑتے ہین صدقہ ہے سوا اسکے نہین ہے کہ آل محمد اس مال مین کھاتی ہے اور قسم خدا کی مین رسول اللہ ص کے صدقہ کو اسی حالت مین رکھونگا جس حالت مین وہ حضرت کے عہد مین تھا اسمین کسی طرح کا تغیر نہ کرونگا اور اسے اسی طرح کام مین لاؤنگا جس طرح رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے۔ پس ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ کو کچھ نہ دیا تو غضبناک

فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت
بعد رسول الله ص ستة اشهر
فلما توفیت دفنها زوجها علی
بن ابی طالب لیلاً ولم یوذن
بها ابابکر وصلی علیها علیؑ و
کان لعلی من الناس وجه حیوٰة
فاطمه فلما توفیت استنکر
علیؑ وجوه الناس فالتمس
مصالحة ابی بکر ومبایعته
ولم یکن بایع تلک الاشهر
(دیکھو صحیح بخاری جلد سوم مطبوعہ مصر ص۳۵
اور صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
جلد دوم ص۹۱

ہوئیں فاطمہؑ ابوبکر پر اسبارہ میں۔ اور
اُن سے ترک کر دیا (ملنا) اور ہرگز اُن سے
کلام نہ کیا یہانتک کہ انتقال کر گئیں۔ اور
زندہ رہیں فاطمہؑ رسول اللہ صلعم کے بعد
۶ ماہ تک۔ پس جب وفات پائی جناب فاطمہؑ
نے تو دفن کیا اُنکو اُنکے شوہر علی بن ابیطالب
نے رات کے وقت اور نہ اجازت دی اُنکے
جنازہ پر ابوبکر کو اور نماز جنازہ پڑھی علیؑ نے
اور جبتک جناب فاطمہؑ زندہ رہیں لوگ
علیؑ کی رو داری اور لحاظ کرتے تھے[۱]
جب جناب فاطمہؑ کا انتقال ہوگیا۔ تو علیؑ
نے دیکھا کہ لوگون کے رخ اُنکی طرف سے بالکل
پھر گئے۔ پس فوراً ابوبکر سے مصالحت اور
بیعت کی درخواست کی[۲] ورنہیں بیعت کی تھی علیؑ نے اُن چھ مہینے تک
(جبتک فاطمہؑ زندہ رہیں)

پس ان روایتون اور حدیثون سے نتائج مندرجہ ذیل صریح اور کھلے طور پر برآمد
ہوتے ہیں۔

(۱) جناب امیر خلافت ابوبکر پر راضی نہ تھے اور اسکو باطل سمجھتے تھے مگر خلیفہ
ثانی زبردستی بیعت لینی چاہتے تھے اور بروایت ترمذی و ازالۃ الخفا و مودۃ

[۱] چنانچہ ابن قتیبہ کی روایت مین لکھا جا چکا ہی کہ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ فاطمہؑ جبتک انکے پہلو
مین ہین مین انکو کسی امر مین مجبور نہیں کر سکتا ۱۲ منہ [۲] کیونکہ خوب جانتے تھے کہ فاطمہؑ کا انتقال
ہو چکا ہی اب ابوبکر رعایت کرنے اور چھوڑنے والے نہیں ہین ادھر عمر انکا وعدہ یاد دلا کر [illegible]
کا مضمون صادق کر دینگے نہیں معلوم کیا کر گذرین گے جو ہر صورت مین تباہی اسلام کا باعث ہوگا ۱۲

القربی وصواعق محرقہ وغیرہ ثابت ہو کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا الحق مع
علی وعلی مع الحق اللّٰھم ادر الحق معہ حیثما دار (حق علی کے ساتھ اور
علی حق کے ساتھ ہو خداوندا پھیر تو حق کو علی کے ساتھ جس جس طرف علی پھرے۔
یعنی علی مثل آفتاب ہو اور حق مانند اسکی شعاع کے جو اُس سے منعکس ہوتی ہی
اور یہ حدیث متفق علیہ ہو کہ من مات ولو یعرف امام زمانہ فقد مات
میتة الجاھلیة (دیکھو شرح عقاید نسفی) یعنی جو شخص میرے اور اپنے امام زمانہ
کے امام کو نہ پہچانے وہ کافر مرتا ہی۔ اور جناب امیر نے بروایت مسلم وبخاری و
معتبرین بعد ۶ ماہ کی مجبوری بیعت کی۔ پس اس ۶ ماہ کے زمانہ میں حضرت نے
کسکو امام سمجھا حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہی۔ اگر خلافت
حضرت ابوبکر کی حق ہوتی تو حضرت امیر المومنین سب سے پہلے بیعت کرتے۔
(۲) بڑے بڑے اصحاب جلیل القدر مثل ابوذر و سلمان و مقداد و عمار یاسر کے
جناب علی کے ساتھ تخلف بیعت میں شریک تھے جنکی نسبت رسول اللہ ص نے فرمایا ہی
(روی سلیمان وعبد اللہ ابنا بریدة عن ابیھما قال قال رسول اللہ ص
ان اللہ عز وجل امرنی بحب اربعة من اصحابی واخبرنی انہ یحبھم فقیل
یارسول اللہ ص من ھم قال علی والمقداد وسلمان وابوذر (استیعاب
مطبوعہ حیدرآباد جلد اول صفحہ ۲۹) یعنی بریدہ کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ص نے کہ خدائے عزوجل نے میرے اصحاب
میں سے چار سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہی کہ وہ (خدا) بھی اُنسے
محبت رکھتا ہی۔ پس لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ص وہ چار کون سے اصحاب
ہیں فرمایا وہ علی ہیں اور مقداد ہیں اور سلمان ہیں اور ابوذر ہیں۔
ان الجنة تشتاق الی ثلاثة علی وعمار وسلمان (صحیح ترمذی مع ترجمہ مطبوعہ
نولکشور جلد دوم صفحہ ۵۹) بہ تحقیق جنت مشتاق ہی تین شخصوں کی علی کی عمار
کی اور سلمان کی۔

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر
شبہ عیسیٰ بن مریم فقال عمر بن الخطاب کالحاسد یا رسول اللہ
فتعرف ذلک لہ قال نعم فاعرفوہ صحیح ترمذی جلد دوم ص۲۲۳

یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہیں سایہ ڈالا آسمان نے اور نہیں اٹھایا زمین نے کوئی ذی لہجہ زیادہ سچا اور زیادہ وفا کرنے والا ابوذر سے مانند عیسیٰ ابن مریم کے۔ پس عمر ابن الخطاب نے حسد سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اسکی ایسی تعریف کرتے ہیں۔ جواب دیا آپ نے ہاں تم بھی اسکی تعریف کرو

قال النبیؐ لو کان الدین عند الثریا لنالہ سلمان (استیعاب جلد دوم ص۵۷۲)

یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر دین ثریا کے قریب بھی ہوتا تو سلمان اس تک جا پہنچتا یا اسے حاصل کرلیتا۔ قال رسول اللہ ان عمارا ملی ایمانا الی مشاشہ اور نیز ملی عمار ایمانا الی اخمص قدمیہ اور من ابغض عمارا ابغضہ اللہ (استیعاب جلد دوم ص۴۳۵)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بہ تحقیق عمار کا دل ایمان سے پر ہے۔ عمار سر سے پانو تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے۔ جو عمار سے دشمنی کرے خدا اس سے دشمنی کرے۔ ملاحظہ کیجئے جو چوٹی کے اصحاب تھے وہ علی ہی کے ساتھ تھے۔۔

(۳) جناب عمر نے قسم کھائی ہے اس سبب سے وہ ضرور اس گھر کو مع اہل بیت کے جلا دیتے اگر حضرت علی باہر نہ نکل آتے۔ دوسرے یہ کہ بروایت کتاب العقد جناب ابوبکر نے جب کہا کہ اگر علی و عباس بیعت نہ کریں تو قتال کرنا یہ حکم سنکر عمر آگ اور لکڑی لیکر آئے تھے جس سے صریح قصد پھونکدینے کا ثابت ہے۔

(۴) حضرات شیخین نے جناب فاطمہ پر سختیاں کیں اور ان کے شدائد سے جناب فاطمہ کو سخت ایذا پہنچی اور حضرت فاطمہ تادم وفات ان سے

ناراض رہین۔

بلکہ بروایت نظام معتزلی ضرب جناب عمر ہی سے سقط محسن وقوع مین آیا اور وہی جناب سیدہ کے بیمار پڑجانے اور وفات کا باعث ہوا۔

(۵) رسول کی بیٹی شیخین سے ایسی ناراض گئی کہ جنازہ پر اُنکی حاضری کی اجازت نہ دی۔ رات کے وقت چپکے سے دفن کردی گئی اور ایسی بیکسی اور بے بسی کی حالت تھی کہ اپنے چاہتے باپ کے پہلو مین دفن نہو سکی۔

(۶) قرابتداران رسول کے ساتھ ایسی کارروائی کرنے والون نے آیۂ مودت یعنی قرآن کو پس پشت ڈالدیا اور حسبنا کتاب اللہ پر بھی قائم نہ رہے۔

اب ذرا ہماری خاطر سے بخاری اور مسلم کی یہ دو حدیثین اور بھی پڑھ لیجئے ان فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی (صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اُسکو غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ اور ان فاطمة بضعة منی یوذینی ما اذاها (صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰) فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے اُسکی ایذا میری ایذا ہے۔

ان احادیث کے پڑھنے کے بعد جو آخری نتیجہ نکلتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے۔ ایسا صریح ہے کہ ہر معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے۔

مسلمانو آنکھین کھولو۔ تقلید آبائی کے غیر واجب طریقہ کو چھوڑو۔ قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا او لو کان اباءهم لا یعلمون شیئا ولا یهتدون[1] کے مصداق نہ بنو اور اے وہ لوگو جو فخریہ اپنے کو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد بتاتے ہو اور پھر لباس تسنن پہنے ہوے انہون کی افضلیت سے انکار کرکے غیرونکو ترجیح دیتے ہو۔ اپنے دادا اور دادی کی مصیبت پر غور کرو۔ اور خیال کرو کہ ابھی

---

[1] کہتے ہین کافی ہے ہمکو جسپر کہ پایا ہے اپنے آبا واجداد کو کیا اگرچہ اُنکے آبا و اجداد کچھ نہ جانتے

رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا ہے اُنکی دکھیاری فاقہ کش مصیبت زدہ بیٹی اپنے
باپ کے فراق مین بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے اُسکے چھوٹے چھوٹے بچے حسن
حسین زینب ام کلثوم جنمین سے سب سے بڑے کی عمر سات برس سے زیادہ نہین
ہے اور بے انتہا اپنے نانا سے مانوس ہین نانا کی گود ڈھونڈہ رہے ہین اُن کی
محبت و شفقت یاد کرکے جانین کھو رہے ہین - اُسکا آفت رسیدہ شوہر جو
یوم پیدائش سے آخر دم تک اپنے اخ المعظم اپنے مربی و محسن اپنے آقا و سردار
رسول مختار سے جدا نہین ہوا اپنے اقا دیمنوا کی مفارقت مین ادہر تو جان گے
جاری ہو رہا ہے - ڈاڑھین مار مار کر رو رہا ہے اُدہر اپنی بیوی اور بچون کی
تباہ حالت دیکھکر غم کہا رہا ہے - غرض تمام اہلبیت کی آنکھون مین دنیا اندھیر
ہو رہی ہے کہ یکایک وہ مان جو اپنے کمسن بچون کو فقر و فاقہ کے عالم مین بوٹی
سینے لیے بیٹھی ہے دیکھتی ہے کہ دوڑ آگئی ہے اور گھر کو اندر گھر والون کو جلانے
کی خوفناک آواز سنتی ہے - کسی طرح بھاگ جانے سے نجات ملتی ہے تو اُسکے
شوہر کو زبردستی پکڑ کر حاکم کے پاس لیجاتے ہین - بیچاری کو باپ کا غم تو تھا ہی
اب شوہر کی پڑ گئی کہ دیکھیے اگر حاکم نے قتل کا حکم دیدیا تو مین ان معصوم بچون کو لیکر
کہان جاؤن گی اور حال یہ ہے کہ تمام زمانہ مخالف نظر آ رہا ہے - تصور کرو
کلیجون پر ہاتھ دھرو اگر خدانخواستہ ہم تم مین سے کسیکو ایسا روز بد پیش آئے
تو ہمارے دلون اور کلیجون کی کیا نوبت ہو - بے تعصبی کی عینک لگا کر ان
حالات کو دیکھو غور کرو تحقیق کرو راہ راست اور طریق حق کو اختیار کرو -
اگر اس سے بھی تسکین خاطر نہ ہو تو روایت کشف بیت فاطمہ علیہا السلام
کو ملاحظہ کیجیے جو تاریخ طبری - کامل مبرد کتاب الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ
کتاب سقیفہ جوہری شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید تاریخ ابن عساکر جمع
الجوامع سیوطی - کنز العمال منتخب کنز العمال - کتاب الاموال ابو عبیدہ فضائل

مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی وغیرہ بہت سی کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔
تاریخ طبری مین ہے جلد ۴ صفحہ ۵۲ مطبوعہ مصر۔

حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال
حدثنا یحیی بن عبد اللہ بن بکیر
قال حدثنا اللیث بن سعد قال
حدثنا علوان عن صالح بن کیسان
عن عمر بن عبد الرحمن بن عوف
عن ابیہ انہ دخل علی ابی بکر
الصدیق رض فی مرضہ الذی
توفی فیہ فاصابہ مہتما فقال لہ عبد
الرحمن اصبحت والحمد للہ بارئا
فقال ابوبکر رض اتراہ قال نعم قال
انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی
فکلکم ورم انفہ من ذلک یرید
ان یکون الامر لہ دونہ ورایتم
الدنیا قد اقبلت ولما تقبل
وھی مقبلۃ حتی تتخذوا ستور
الحریر ونضائد الدیباج وتالموا
الاضطجاع علی الصوف الاذری
کما یالم احدکم ان ینام علی حسک
واللہ لان یقدم احدکم فیضرب
عنقہ فی غیر حد خیر لہ من ان
یخوض فی غمرۃ الدنیا وانتم اول

یعنی عبد الرحمن بن عوف سے روایت
ہے کہ وہ داخل ہوئے ابوبکر پر
اوس بیماری مین جسمین ابوبکر نے
وفات کی تو عبد الرحمان نے اون کو
نہایت فکرمند پایا۔ عبد الرحمن نے
کہا آج تو تمنے صبح کی اس حال مین
کہ اچھے ہو۔ ابوبکر نے کہا کیا تم ایسا
خیال کرتے ہو عبد الرحمن نے کہا
ہان ابوبکر نے کہا ہم تم سب کے حاکم
ہوے جبکہ ہم اپنی نفس مین تم سب
سے بہتر تھے۔ پس تم سبکی ناک
ورم کر آئی۔
(غصہ ہوگئے) چاہتے تھے کہ خلافت
تم ہی کو ملے دوسرے کو نہ ملے۔
اور دنیا کو دیکھا کہ رخ کئے ہوے
ہے حالانکہ وہ وقت آنے والا ہی
کہ تم فرش حریر و دیبا پر خواب کروگے
قسم خدا کی اگر تملوگون مین سے
کوئی شخص بغیر حد کے قتل کردیا جائے
تو بہتر ہے اس سے کہ غمرہ دنیا مین
تم غوطہ زن ہو تم لوگ سب سے پہلے

ضال بالناس عذا فتصد و نهم
عن الطريق يمينا وشمالا يا هادي الطريق
انما هو الفجر او البحر فقلت له خفض
عليك رحمك الله فان هذا يهيضك
في امرك انما الناس في امرك بين
رجلين اما رجل رای مارايت
فهو معك واما رجل خالفك فهو
مشير عليك و صاحبك كما تحب
ولا نعلمك اردت الاخير ولم تزل
صالحا مصلحا وانك لا تاسى من
الدنيا - قال ابو بكر اجل اني
لا سى على شئ من الدنيا الا على
ثلاث فعلتهن و وددت اني تركتهن
وثلاث تركتهن و وددت اني فعلتهن
وثلاث وددت اني سالت عنهن
رسول الله صلعم فاما الثلاث التي
وددت اني تركتهن فوددت اني
لم اكشف بيت فاطمة عن شئ و
انكانوا قد غلقوه على الحرب و وددت
اني لم اكن حرقت الفجاءة السلمي
واني كنت قتلته سريحا او خليته
نجيحا و وددت اني يوم سقيفة
بني ساعدة كنت قذفت الامر

گمراہ کرنے والے ہو لوگون کو
کہ اون کے داہین بائین کی راہ
روکو گے -

عبدالرحمن نے کہا آہستہ گی کرو خدا
تمپر رحم کرے کیونکہ تمھارے امر مین
دو ہی قسم کے لوگ ہین ایک تو وہ
جنکی رائے وہی ہے جو تمھاری رائے
ہے تو وہ تمھارا صاحب اور ہمراہ
ہے - دوسرا وہ جو تمھارے خلاف
ہے تو وہ تمھارا مشیر ہے - اور صاحب
تمھارا عمر ایسا کہ تم اپنے ہو اور
ہم جہانتک جانتے ہین تمنے خیر ہی کا
ارادہ کیا ہے اور ہمیشہ تم صالح
و مصلح رہے دنیا کے کسی بات پر تمکو
افسوس نہوگا -

ابوبکر نے کہا ہان - ہمکو تین بات کا
افسوس ہے کہ کاش نہ کئے ہوتے
اور تین بات کا افسوس ہے کہ
کاش کئے ہوتے اور تین باتونکو
کاش رسول اللہ صلعم سے دریافت
کئے ہوتے -

وہ تین باتین جنکو ہمنے کیا اور چاہتے
ہین کہ نہ کئے ہوتے ایک یہ ہے

... replied Omar,
"unless ye all make common cause
with the people"

Irving's Successors of Mohamed P. 4.

Omar was just going to fire the house,
when Fatima asked him what he
meant. He told her that he would
certainly burn the house down,
unless they would be content to do as
the rest of the people had done.

Ockley's History of the Saracens P. 83.

Upon this he ordered Ali to invite
his kinsmen about forty in number,
to an entertainment, & to set before
them a lamb & a large vessel of milk:
When they had done eating & drinking,
he began to preach, but being inter-
rupted by Abu Lahab, he invited
them to a like feast the next day,
and when it was over, he haran-
gued them in the following words:
"I do not know any man in Arabia
can make you a better present than I
now bring you; I offer you the good both
of this world & of the other life; the great

God has commanded me to call you
to him. Who then will be my vizier,
my brother my deputy?" When all
were silent, Ali said "I will: I will
beat out the teeth, put out the eyes, rip
up the bellies & break the legs of all that
oppose you, I will be your vizier over them."
Then the apostle of God embracing Ali
about the neck, said "This is my brother
my ambassadar, my deputy, pay him
obedience."

Ockley's History of Saracens Page
14–15
Gilmans Saracen's P. 82
Gibbon's Rome Vol III P. 499

4. Not withstanding that Omar was
the first to propose Abubakr to the
assembly & to acknowledge him as
Caliph, he did not afterwards appro
of that choice which necessity had
suggested at that critical juncture.
This appears from what he said, nam
ly that he prayed to God to avert the
evil consequences which it was
to be feared would follow upon succ

فی عنق احد الرجلین یرید عمر و
ابا عبیدۃ فکان احدھما امیرا
وکنت وزیرا واما اللاتی ترکتھن
فوددت انی یوم اتیت بالاشعث
بن قیس اسیرا کنت ضربت عنقہ
فانہ یخیل ۱؎ اقمت بذی القصۃ فان
ظفر المسلمون ظفروا وان ھزموا
کنت بصدد لقاء او مددا ووددت
انی کنت اذ وجھت خالد بن الولید
الی الشام کنت وجھت عمر بن الخطاب
الی العراق فکنت قد بسطت
یدی کلتیھما فی سبیل اللہ ومد
یدیہ ووددت انی کنت سالت
رسول اللہ صلعم لمن ھذا الامر فلا ینازعہ
احد ووددت انی کنت سالتہ
ھل للانصار فی ھذا الامر نصیب
ووددت انی کنت سالتہ عن
میراث ابنۃ الاخ والعمۃ فان
فی نفسی منھما شیئا مستھ

کہ کاش بیت فاطمہؓ نہ کھولے ہوتے
(یعنی حضرت فاطمہؓ کا گھر نہ کھولے
ہوتے) اگرچہ وہ لوگ جنگ کے
کے لئے اوسکو بند کئے ہوتے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ کاش مخاء سلمی کو ہم
نہ جلائے ہوتے بلکہ یا چھوڑ دیتے
یا قتل کرتے تیسری بات یہ کہ بروز
سقیفہ ہم اس امر کو ان دونوں عمر
و ابو عبیدہ کے کسی کے گلے میں ڈالے
ہوتے کہ کوئی ان میں سے امیر
ہوتا اور ہم اوسکے وزیر ہوتے۔
رہی وہ تین باتیں جنکو ہمنے نہیں کیا
کیا اور چاہتے ہیں کہ کئے ہوتے۔
ایک یہ ہے کہ اشعث بن قیس کو
جب وہ گرفتار کرکے لوگ لائے
تو ہم اوس کو قتل کئے ہوتے (مگر
بعوض اسکے اپنی بہن ام فروہ کو
اوس کے حوالہ کیا) کیونکہ ہمارے
خیال میں وہ جب کسی امر شر کو دیکھتا
ہے تو اوسکا معین ہوجاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خالد بن ولید کو اہل ردہ
سے لڑنے کے لئے بھیجا تو ہم ذی القصہ میں رہتے کہ اگر مسلمانوں کی فتح ہوتی
تو خیر اور اگر ہزیمت پاتے تو ہم اونکی مدد کرتے۔ تیسری بات یہ کہ جب خالد کو
ہمنے ملک شام کی طرف بھیجا تو عمر کو عراق کی طرف بھیجتے کہ خدا کی راہ میں ہم

۱؎ الی انہ لا یری شرا الا اعان علیہ ووددت انی حین سیرت خالد بن الولید الی اہل الردۃ

وہ تو ہاتھ پھیلا دیتے ۔

لیکن وہ تین بات جنکی نسبت ہم چاہتے ہین کہ رسول اللہ صؐ سے پوچھے ہوتے ایک یہ ہے کہ حضرت پوچھتے یہ خلافت کس کا حق ہے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سے پوچھتے کہ انصار کا بھی کچھ حق ہے اسمین کہ نہین تیسری بات یہ ہے کہ میراث برادرزادی اور عمہ کو دریافت کرتے کہ اس مین ہمکو شک ہے ۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ ۳ مطبوعہ مصر مین بھی یہی مضمون ہے ان روایات سے نہ صرف واقعہ قصد احراق خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی تصدیق ہوئی جسپر سب سے پہلے اظہار افسوس کیا ہے بلکہ صحابہ کی دنیاداری بھی بدیہی طور پر نمایان ہوئی کہ حضرت ابوبکر سے اسوجہ سے ناراض تھے کہ چاہتے تھے کہ خلافت ہم ہی کو ملے دوسرا کوئی نہ پائے ۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت حکم رسول اللہ صؐ سے نہ تھی کیونکہ فرماتے ہین کاش ہم رسول اللہ صؐ پوچھے ہوتے یہ خلافت کسکا حق ہے ۔

ضمیمہ

بعض مورخین اہل فرنگ کی تحریرین جناب امیرؑ اور خلافت کی بابت

(۱) اسپر اُسنے (رسول اللہ صلعم نے) حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ میرے قرابتدارون کو بلالاؤ جو تعداد مین چالیس کے قریب تھے اُنکی دعوت کرو اور اُنکے آگے ایک بھیڑ اور دودھ کا ایک بڑا برتن رکھو ۔ جب وہ کھا پی چکے تو حضرت اُنکو وعظ کرنے لگے مگر ابولہب خلل انداز ہوا (اور وہ چلے گئے) تو اُسی طرح دوسرے دن انکی دعوت کی گئی اور جب وہ فارغ ہوے تو حضرت کے لعل لب اس طرح دُرفشان ہوے مین نہین جانتا کہ عرب مین کوئی دوسرا شخص اس سے بہتر تحفہ تمھارے

سامنے پیش کرے جیسا کہ مین اسوقت تمھارے سامنے پیش کرتا ہون - مین تمکو دنیا اور عاقبت دونون کی بھلائی اور بہتری پیش کرتا ہون - خدائے تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تمکو اسکی طرف دعوت کرون - بس تو اب تم بتاؤ کہ میرا وزیر میرا بھائی اور میرا خلیفہ کون بنتا ہے " جب کوئی نہ بولا تو علیؑ نے کہا " مین ہونگا مین آپکے مخالفونکا دانت توڑ ڈالونگا - آنکھین نکال ڈالونگا - پیٹ پھاڑ ڈالونگا اور ٹانگین توڑ ڈالونگا اُنکے اوپر مین آپکا وزیر ہونگا " تب رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ کو (جنکی عمر اسوقت دس گیارہ برس کی تھی) گلے سے لگا لیا اور فرمایا " یہ ہے میرا بھائی - میرا وصی - میرا خلیفہ اسکی اطاعت اور فرمان برداری کرتے رہو " دیکھو اوکلی کی تاریخ اسلام صـ۱۴-۱۵ - گلمن کی تاریخ اسلام صـ۸ - گبن کی تاریخ روم جلد سوم صـ۴۹۹

(۷) اگرچہ سب سے پہلے عمر نے اہل جلسہ کے سامنے ابوبکر کو خلافت کے واسطے تجویز کیا اور سب سے پہلے اُسکو خلیفہ تسلیم کرکے بیعت کی - مگر بعد مین وہ اس انتخاب سے کچھ خوش نہین ہوا جو اس نازک وقت مین اُس نے ضرورتاً کیا تھا (وہ ضرورت یہ تھی کہ کہین لوگ علی کو خلیفہ نہ بنالین - کیونکہ اگر علیؑ خلیفہ ہو جاتے تو خلافت ہمیشہ کو خاندان نبوت ہی مین قایم ہو جاتی) اسکا ثبوت اُنکی اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ اس بیعت فلتہ کی خرابیون سے خداوند کریم محفوظ رکھے جو کوئی آیندہ ایسا کریگا اُسے قتل کیا جائے گا اور اگر کبھی کوئی کسی دوسرے کی بیعت خلاف رائے عامہ کریگا - تو بیعت کرنے والا اور جسکی وہ بیعت کریگا دونون مار دیے جائینگے (مطلب یہ کہ اب تو ہمنے ابوبکر کو خلیفہ بنالیا اب جو کوئی علیؑ کو خلیفہ بنائے گا کیونکہ بہت سے لوگ علیؑ کو خلیفہ بنانے کی تجویز کر رہے تھے تو علیؑ سے بیعت کرنے والے اور علیؑ دونو قتل کردیے جائینگے) ایسی ایسی باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بعد مین اس انتخاب کو ناپسند کرنے لگے - لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا

اب علاج کیا تھا سوا اسکے کہ رضامندی ظاہر کرکے چپکے ہو رہیں۔ اب جاننا چاہئیے کہ اگرچہ درحقیقت ابوبکر خلیفہ ہو گئے مگر سب لوگ برابر رضامند نہ تھے کیونکہ بہت سے لوگون کی یہ راے تھی کہ خلافت کا حق علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہے خلافت اونکو ملنی چاہیے۔ (اوکلی کی تاریخ اسلام صفحہ ۳۳)

(۳) مسلمانون کی سب سے بڑی تعداد اس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کے بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے شکم مادر میں دین اسلام قبول کیا ہوا تھا۔ کیونکہ جبتک حالت حمل مین رہے علیؑ نے اپنی ماں کو اپنے بت کے سامنے نہیں جھکنے دیا۔ اسیواسطے جب مسلمان علیؑ کا نام لیتے ہین تو کرم اللہ وجہہ (خداوند تعالی انکے چہرے کو بزرگی اور عظمت بخشی کہ انہون نے نہ تو خود کبھی بتون کو سجدہ کیا نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا۔ حالانکہ اور کسی سے ایسا نہیں ہوا۔ کوئی صحابی ایسا نہیں ہوا جس نے کبھی بتون کو سجدہ نہ کیا ہو۔ اسی واسطے علیؑ اس دعا کے ساتھ مخصوص کئے گئے) مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علیؑ میرے لئے ہے اور مین علی سے ہون (علیؑ منی وانا منہ) وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون موسیٰؑ کے ساتھ رکھتے تھے (ھو منی بمنزلۃ ھارون من موسی) مین ایک شہر ہون جس مین تمام علم بند ہے اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے (انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا) اوکلی صفحہ ۳۴

(۴) اگر شجاعت خوش طینتی زہد پارسائی عقل و دانائی کے خیال سے دیکھا جائے تو علیؑ ایسا شخص تھا کہ اس قوم مین اُس سے بڑھکر کوئی پیدا نہیں ہوا۔ اوکلی صفحہ ۳۵

(۵) نسب۔ قرابت رسول اور خوخصلت مین علیؑ اپنے تمام اہل وطن سے بڑھے ہوئے تھے اور اس سبب سے عجب خالی تخت پر اُنکو پورا پورا

حق حاصل تھا۔ ابو طالبؑ کا بیٹا اپنے ذاتی حق سے بنی ہاشم کا سردار تھا
اور خانہ کعبہ اور شہر مکہ کا موروثی شاہزادہ (حاکم) تھا۔ شمع نبوت خاموش
ہو چکی تھی مگر شوہر فاطمہؑ کو اُسکے باپ کی برکت اور ورثہ ملنا چاہیے تھا۔
عرب کچھ عرصہ تک عورت کی حکمرانی کے متحمل رہ چکے تھے اور رسول اللہ
نے دونون نواسون کو گود مین لیکر پیار کیا تھا اور منبر پر سے فرمایا تھا
کہ یہ میرے بڑھاپے کی امیدین ہین اور جوانان بہشت کے سردار ہین
اس سب سے پہلے مومن کی بابت فرمایا تھا کہ یہ دنیا و عاقبت مین مسلمانون
کا پیشوا ہے۔ اور اگر بعض لوگ (ابوبکر و عمر وغیرہ) زیادہ سنجیدہ اور
فظ غلیظ تھے۔ مگر علیؑ کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان
نہین پہونچ سکتا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا۔ سپاہی بھی تھا اور ولی بھی تھا۔
بہت سے اخلاقی اور مذہبی مقولون سے ابتک اُسکی دانائی ٹپکتی ہے۔
اور زبان اور تلوار کی لڑائی ہین ہر حریف اُسکی فصاحت اور شجاعت
کے آگے مغلوب ہو جاتا تھا۔ اول وقت بعثت سے لیکر تجہیز و تکفین کے
زمانہ تک اس فیاض دوست نے رسول اللہؐ کو کبھی اکیلا نہین چھوڑا
رسول اللہؐ بھی اسکو نہایت خوشی سے اپنا بھائی اپنا وصی و خلیفہ اور
موسیٰ ثانی کا ہارون ثانی کہا کرتے تھے۔ ابوطالب کے بیٹے پر بعد مین
طعن کی گئی کہ اُس نے باقاعدہ طور پر اپنا حق کیون طلب نہین کیا۔ اگر
وہ اپنا حق طلب کرتا تو کسی حریف کی کچھ نہ چلتی اور نص آسمانی سے
اُسکی خلافت کی توثیق ہو جاتی۔ مگر یہ شک و شبہہ نہ کرنیوالا بہادر اپنی
ہر بھروسہ رکھتا تھا۔ اور اس خیال سے کہ سلطنت کا رشک و حسد پیدا
ہوگا اور غالبًا اس خیال سے کہ مخالفت پیدا ہو جائیگی رسول اللہ اپنے
ارادون سے باز رہے (یعنی علی کو خلیفہ نہین بنایا۔ اس انگریز مورخ
کی یہ رائے عدم واقفیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلعم نے غدیر خم

کے موقع پر علانیہ خلیفہ بنا چکے ہین اور آخر وقت مین خلافت علیؑ کے نام لکھدینے کے واسطے قلم دوات بھی طلب کیا تھا جو حریفون نے نہ دیا اور نہ لکھنے دیا) یہ بات بھی ہوئی کہ رسول اللہؐ کا بستر بیماری مکار و پرفن عائشہ بنت ابوبکر سے گھرا ہوا تھا جو علیؑ کی دشمن تھی (یعنی اگر رسول اللہؐ نے علیؑ کو نماز پڑھانے یا خلیفہ بنانے کا حکم دیا بھی ہو تو اسکی تعمیل کیونکر ہو سکتی تھی۔ گھر مین عائشہ باہر عائشہ کا رسوخ۔ جو چاہا رسول اللہ کے نام سے لوگون سے کہدیا وہ ہی ہو گیا۔ علیؑ بیچارے محروم رہگئے (گبن جلد سوم صـ۱۱۵)

(۶) ان سب (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ) مین سے علیؑ سب سے زبردست حق رکھتا تھا وہ صرف رسول اللہ صلعم کا داماد ہی نہ تھا بلکہ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کی وقت رسول اللہؐ کی مدد کو یہی دوڑا تھا اور اس نازک وقت مین خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا اور رسول اللہؐ نے اسکے ساتھ ہی اُسکی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا۔ گبن صـ۲۲۵

(۷) سـ۱۳۲ء مین فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا۔ تب علیؑ بھی دیگر صحابیون کے ساتھ دربار خلافت مین آنے جانے لگے اور اُس شکایت کو بالکل بالائے طاق رکھدیا جو انکو انتخاب مین نظرانداز کر دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ غالباً اُنھون نے یہ دیکھا ہوگا کہ عام لوگون کی نسبت اُنکی مخالفت کرنیکے ساتھ ہو جانے ہی کی پالیسی اچھی ہے دل سے نہین تو ظاہرداری ہی سہی۔ اگرچہ اُنھین اچھی طرح یاد تھا کہ رسول اللہؐ نے خلیفہ صرف اُنھین کو کیا ہے (خلیفہ کے لقب سے کبھی کسی دوسرے کو معزز و ممتاز نہین فرمایا گبن صـ۲۲۶

(۸) خون کے رشتہ کے لحاظ سے حق خلافت علیؑ کا تھا۔ اور اُسکے اوصاف

حمیدہ اور خدمات کثیرہ نے نمایان طور پر اُسے مستحق خلافت کر دیا تھا۔
جس زمانہ مین اسلام کا آغاز ہی تھا اور حقیر سمجھا جاتا تھا اور مسلمانون
کو کفار آزار پہنچاتے تھے رسول اللہؐ نے علیؑ کو اپنا بھائی اور اپنا وصی
فرمایا تھا۔ اسوقت سے وہ برابر قول و فعل گفتار و کردار مین جان نثاری
کرتے رہے تھے۔ اور اپنی عالی حوصلگی سے ایسے نمایان طور پر اسلام کا ساتھ
دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا تھا۔ (ایرونگ خلفاء رسول صلے ن)
اب ہم مزید تشفی اہل سنت کے لئے آخر مین اصلی عبارت انگریزی مورخو
کی بھی درج کرتے ہین کہ پھر کسیکو عذر نہ رہے پہلے تین عبارتین متعلق احراق
خانہ جناب سیدہ ہین اور وہ عبارتین متعلق ضمیمہ بغور ملاحظہ فرمائین۔

والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ
واھلبیتہ الاطہار

The Hashemites alone declined the oath of fidelity; and their chief, in his own house, maintained above six months a sullen and independent reserve; without listening to the threats of Omar, who attempted to consume with fire the habitation of the daughter of the apostle.

Gibbon's Decline & Fall Vol. III P. 519.

Omar surrounded the house (of Fatima) with his followers; announced to Ali the election of Abu Bakr and demanded his concurrence. Ali attempted to remonstrance, alleging his own claims; but Omar proclaimed the penalty of death decreed all who should attempt usurp the Sovereign power in defiance of public will; and threatened to enforce it by setting fire to the house and consuming its inmates. "Oh Son of Khatab? cried Fatima reproachfully, "Thou wilt not surely commit such an outrage!" Ay will

.... as such a thing would deserve death and if any one should ever swear fealty to another without the consent of the rest of the Musalmans, both he that took the government upon him & he that swore to him, ought to be put to death." These & similar expressions were evident signs of his dislike, but the thing being done & past, there was no remedy, but to sit down & rest contended.
Now though the government was actually settled upon Abubakr, all parties were not equally satisfied, for a great many were of opinion that the right of succession belonged to Ali, the son of Abu Talib.
Ockley P. 330.

The greatest part of the Musalmans pretend that Ali was the first that embraced their religion. And according to a tradition he was a very early Musalman indeed, for it seems he made profession of that religion in his mother's womb, for all the time she was big of him he hindered her from prostrating herself before her idol which she used to worship. The form of benediction of blessing ....

him, is "God glorify the face of him." They say moreover that Mohomed talking of him, said "Ali is for me & I am for him; he stands to me in the same rank as Aaron did to Moses; I am the town in which all knowledge is shut up and he is the gate of it." Cockley P. 330.

6. If Ali be considered with regard to his courage, temper piety & understanding, he was one of the greatest men that was ever born in that nation. Cockley. P. 335.

The birth, the alliance, the character of Ali, which exalted him above the rest of his countrymen, might justify his claim to the vacant throne of Arabia. The son of Abu Talib was in his own right the chief of the family of Hashim, & the hereditary prince or guardian of the city & temple of Mecca. The light of prophecy was extinct but the husband of Fatima might expect the inheritance & blessing of her father the Arabs had sometimes been patient

influence which would have silenced all competition, & sealed his succession by the decrees of Heaven. But the unsuspecting hero confided in himself, & the jealousy of empire & perhaps the fear of opposition, might suspend the resolutions of Mohamed; and the bed of sickness was beseiged by the artful Ayesha the daughter of Abubakr & the enemy of Ali.

Gibbon Vol. III. P. 518.

8. Of all these Ali seems to have had the strongest right; not only was he son-in-law of the Prophet, but it will be remembered that he was the first one to rush to his support when the Mission was announced & had at that most critical moment received the title 'Kalif' joined with the promise that his commands should be obeyed.

Gilman P. 225.

9. During the year 633 Fatima died, and Ali then joined the other companions of the Prophet in attending upon the Kalif's court setting aside [illegible]

being passed over in the election.
He probably found that it was better
policy to fall in with the current,
at least to appearance than to fight
against popular feeling, though
he never forgot that he had been
the only person called Kalif by the
prophet.   Gilman P. 264

10. The right of succession in order
of consanguinity, lay with Ali & his
virtues & services eminently,
entitle him to it.
On the first burst of his generous
zeal when Islamism was a
derided & persecuted faith, he had
been pronounced by Mohomed his
brother, his vicegerent; he had ever
since been devoted
to him in word & deed and
had honoured the cause by his
magnanimity as signally as
he had vindicated it by his
[illegible]

of a female reign; and the two grandsons of the Prophet had often been fondled in his lap & shown in his pulpit, as the hope of his age & the chief of the youth of Paradise. The first of the true believers might aspire to march before them in this world & in the next; & if some were of a graver or more rigid cast, the zeal & virtue of Ali were never out stripped by any recent proselyte. He united the qualifications of a poet, a soldier and a saint: his wisdom still breathes in a collection of moral & religious sayings; & every antagonist, in the combats of the tongue or of the sword, was subdued by his eloquence and valour. From the first hour of his mission to the last rites of his funeral, the apostle was never forsaken by a generous friend, whom he delighted to name his brother, his vice regent, & faithful Aaron of a second Moses. The son of Abu Taleb was afterwards reproached for neglecting to secure his interest by a solemn declaration of his right,

بیت الاحزان [1]

اگرچہ بعد اثبات اس امر کے کہ جناب سیدہ کے گھر جلانے کو آگ لکڑیاں لیگئے اور حضرت ابوبکر مرتے وقت اسپر افسوس کرتے رہے کہ کاش ہم کشف بیت فاطمہ نہ کئے ہوتے ضرورت اسکی نہ تھی کہ بیت الاحزان کا بھی کچھ حال لکھا جاوے مگر بغرض تکمیل رسالہ النار الموقدہ کچھ اجمالی ذکر اسکا بھی مناسب ہے۔

صاحب تذکرۃ المعصومین نے کتاب بحار الانوار سے نقل کیا ہے (اور دیگر علمای اہل تشیع نے بھی لکھا ہے) کہ وہ معصومہ دن رات اپنے باپ کے غم میں دھاڑیں مار مار کر رویا کرتی تھیں کسی وقت آنسو آنکھوں سے نہ تھمتے تھے۔ اور آہ و نالہ و بیقراری کم نہوتی تھی۔ پس اُن معصومہ کی کثرت گریہ وزاری سے تمامی اہل مدینہ غمناک ہوئے اور بزرگان مدینہ جمع ہو کر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے ابو الحسن جناب فاطمہ الزہرا اپنے پدر بزرگوار کے غم میں تمام رات اور تمام دن روتی ہیں اور اُن معصومہ کے رونے سے نہ ہمیں راتوں کو نیند آتی ہے اور نہ کوئی دن کو طلب معیشت اور اپنے کاموں میں مشغول ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ ہماری جانب سے آپ خدمت جناب سیدہ میں عرض کریں کہ آپ یا شب کو رویا کریں اور دن کو خاموش رہیں یا دن کو رویا کریں اور شب کو آرام فرمائیں حضرت نے جناب فاطمہ کو روساے مدینہ کا پیغام بھیجا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ اے ابو الحسن بہت کم ہے زندگانی میری اور رہنا میرا ان لوگوں میں۔ اور بہت قریب ہے رحلت میری ان سب میں سے پس بخدا کہ میں ہرگز رات اور دن گریہ وزاری کو ترک نہ کرونگی۔ یہانتک کہ ملاقات کروں اپنے پدر عالیمقدار رسول خدا سے جناب امیرؑ نے یہ جواب سنکر فرمایا کہ اے فاطمہ اس امر میں تمکو اختیار ہے جو چاہو وہ کرو بعد اسکے حضرت نے قبرستان بقیع میں مدینہ سے علیحدہ ایک حجرہ رونے کیلئے اُس معصومہ کو بنوا دیا کہ نام اُسکا بیت الاحزان [3] ہے پس جناب سیدہ کا معمول تھا کہ جب صبح ہوتی تو حسنین علیہما السلام آگے آگے اور آپ پیچھے روتی ہوئی قبرستان

---

[1] اس مضمون کو ہمارے رسالہ النار الموقدہ کا ضمیمہ سمجھنا چاہیئے [2] چونکہ ہمنے اپنے مضمون میں کتابوں کے حوالے ٹھیک ٹھیک دیدیے ہیں جنسے ہر شخص بآسانی اپنے وہم و شک کو رفع کر سکتا ہے۔ اس سبب سے ہمنے بعض کم علم ناظرین کے خیال سے تمام عربی اور فارسی عبارتونکے اردو مطلب پر اکتفا کی ہے اور طول کے اندیشہ سے عربی اور فارسی عبارتوں کو نقل نہیں کیا [3] بیت بمعنی خانہ۔ احزان جمع حزن بمعنی غم پس بیت الاحزان یا بیت الحزن یعنی غمکدہ یا ماتمکدہ ۱۲ منہ

تھی - اس وقت جناب امیرؑ قبرستان البقیع میں تشریف لیجاتے اور راپنے ساتھ اُس معصومہ کو گھر میں لے آتے

"جب وقت وفات جناب سیدہؑ کا قریب آیا تو بہت کچھ وصیت کی علی ابن ابی طالبؑ کو منجملہ اُن وصیتوں کے یہ بھی کہ اے ابوالحسن تم میرے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مجھے شبکو دفن کرنا اور نماز نہ پڑھے مجھپر وہ امت کہ جنہوں نے عہد شکنی کی خدا اور رسولؐ سے امیرالمومنین کے باب میں اور ظلم کیا حق میں میرے اور چھین لی ارث میری اور پارہ کیا میری سند کو جو باب فدک میں میرے باپ نے مجھے لکھدی تھی اور تکذیب کی گواہوں کی میرے - قسم بخدا کہ گواہ میرے حضرت جبرئیل و میکائیل اور جناب امیرالمومنین اور ام ایمن تھیں پس سزاوار نہیں ہے کہ یہ امت نماز پڑھے کیونکہ خدا اور رسول ان سے بیزار ہیں اور میں بھی اُن سے آزردہ ہوں - پس جناب امیرؑ نے مطابق وصیت جناب سیدہؑ کے عمل فرمایا اور کسیکو اس حال (وفات سیدہ) سے مطلع نہ کیا"

یہ ہے مختصر کیفیت بیت الاحزان اور وفات جناب سیدہ کی جو کتب شیعہ میں لکھی ہے -

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آیا ان روایات کا وجود یا ثبوت کتب اہلسنت میں بھی پایا جاتا ہے یا نہیں -

صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ فریقین میں متعدد طریقوں سے وارد ہوا ہے کہ جب آیہ کریمہ وات ذی القربی حقہ نازل ہوئی تو خواجہ کائنات نے مزرعہ فدک فاطمہ زہراؑ کو دیدیا اور امیرالمومنین ابوبکر نے اپنے اوائل ایام خلافت میں اُس مزرعہ کو مع تمام متروکات سید کائنات کے داخل بیت المال کرلیا اور پھر جناب فاطمہؑ کو نہ دیا اور جب علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اس قضیہ میں ان جناب سے گفتگو کی کہا کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ فرمایا نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث (ہم گروہ انبیاء کا ورثہ نہیں ہوا کرتا نہ ہمکو ورثہ ملتا ہے ہمارا اور نہ کسیکو ملتا ہے)

اور کشف الغمہ میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے امیرالمومنین علیؑ نے سیدۃ النساء سے کہا کہ جاؤ خلیفہ رسول خدا کے پاس اور میراث اپنی طلب کرو اور فاطمہؑ خلیفہ کے

سلہ مطبوعہ دہلی جلد اول جزء سوم صفحہ ۹ یہ کتاب فارسی ہے مجھے صرف اردو ترجمہ لکھا ہے اور وہ تو [illegible] فارسی عبارت نقل

پاس نہیں اور فرمایا میراث میرے باپ کی مجھے دے۔ امیر المومنین ابوبکرؓ نے کہا النبی لا یورث (نبی کا ورثہ نہیں ہوا کرتا) جناب فاطمہؓ نے کہا کیا سلیمان نے داؤد کا ورثہ نہیں پایا پس ابوبکر غضبناک ہو کر بولے کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا فرمایا جناب فاطمہؓ نے الو نقل ذکریا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب (کیا ذکریا نے یہ دعا نہیں مانگی کہ بار الہا عطا کر تو مجھکو ایک ولی جو وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا) فرمایا جناب ابوبکرؓ نے کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوا کرتا۔ پس ارشاد کیا جناب فاطمہؓ نے کہ خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (خدا تعالیٰ تمکو وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارہ میں کہ مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے دگنا ہے) پس کہا جناب ابوبکرؓ نے کہ ورثہ نہیں ہوتا۔ القصہ اس قضیہ میں درمیان امیر المومنین علیؓ اور فاطمہؓ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے جیسا کہ بعض کتب مبسوطہ میں مذکور ہے بہت کچھ گفت و شنید واقع ہوئی۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک اہلبیت کو واپس نہ دیا۔ اور نیز متروکات سید کائنات سے کچھ بھی بتول عذرا کو نہ دیا۔ اور یہ بات جمہور کے نزدیک عجیب و غریب و قابل و ماموست ہے۔ ارباب اخبار بیان کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت میں گرفتار ہو کر تو صبح سے شام اور شام سے صبح تک اسقدر گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرتی تھیں کہ اہل مدینہ اُن کی گریہ سے تنگ آئے اور عرض کی کہ اے دختر پیغمبر خدا اگر آپ دن کو روتی ہیں تو رات کو چپ رہا کیجئے تاکہ ہمکو بھی آرام پہنچے اور اگر رات کو روتی ہیں تو دن کو خاموش رہا کیجئے کہ ہمیں بھی آسایش حاصل ہو...... پس جناب سیدہ راتوں کو مقابر شہدا میں جاکر رویا کرتی تھیں...... کسی نے فاطمہؓ کو مرتے دم تک ہنستے نہ دیکھا...... اور روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جنازہ جناب سیدہ پر بقولے مرتضیٰ علیؓ نے اور بروایتی عباس نے نماز پڑھی۔ اور دوسرے دن شیخین اور تمام اصحاب جناب سید البشر کے امیر المومنین حیدر پر عتاب کرنے لگے کہ ہمکو خبر کیوں نہ کی کہ ہم بھی فاطمہؓ کے جنازہ پر نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرتے شاہ ولایت پناہ نے فرمایا کہ میں نے سیدہ کی وصیت کے سبب ایسا کیا۔[1]

حبیب السیر جلد اول جزو سوم ص ۳ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد دوم ص ۱۲ اور معارج النبوۃ

---

[1] حبیب السیر اور روضۃ الصفا اور معارج النبوۃ حوالۃ السنین کی معتبر و مستند تاریخ و سیر کی کتابوں میں سے ہیں۔ فارسی

مطبوعہ نولکشور پریس جلد چہارم صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ

"حضرت رسالت پناہ نے فدک کی طرف امیر المومنین علی کو بھیجا اور صلح جناب امیر کے ہاتھ پر واقع ہوئی - اس طرح کہ جناب امیر ان کی جانوں کا قصد نہ کریں - اور وہ ایک (فدک) خاص رسول اللہ صلعم کی ملکیت رہیں - پس جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ حق خویشوں کا دیدے - آن حضرت نے دریافت کیا کہ وہ خویش کون ہیں اور اُن کا حق کیا ہے - جبرئیل نے کہا کہ فاطمہ ہیں جو انکا فدک اسکو دیدے اور جو کچھ کہ فدک میں خدا و رسول کا حصہ ہے وہ بھی اسی کو دیدے - اور پیغمبر علیہ السلام نے فاطمہ کو بلایا اور انکو ایک سند لکھدی اور وہی سند تھی کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد فاطمہ نے ابو بکر کے سامنے پیش کی تھی - اور کہا تھا کہ یہ نوشتہ رسول ہے کہ میرے اور حسن اور حسین کے واسطے لکھا ہے"

سیرۃ الحلبیہ[1] جلد سوم صفحہ ۳۹۹-۴۰۰ اور صواعق محرقہ[2] صفحہ ۲۲ کے بموجب فاطمہ نے فدک کا دعوی کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فدک مجھکو عطا کیا ہے ابو بکر نے گواہ مانگا علی - ام ایمن حسن - حسین اور ام کلثوم پیش کئے گئے - ان کی شہادت کو وجوہ اعتراض قایم کرکے نامنظور کیا گیا اور سیدہ کا دعوی خارج کر دیا گیا -

ذرا آگے چلکر یہی صاحب سیرۃ الحلبیہ لکھتے ہیں "ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر نے فدک جناب فاطمہ کے لئے واگذاشت کرکے کاغذ لکھدیا تھا کہ عمر ابو بکر کے پاس آپہنچے انہوں نے کہا یہ کیا ہے - کہا کہ نوشتہ ہے کہ فاطمہ کو ان کے باپ کی میراث کے بارہ میں لکھدیا ہے - کہا پھر مسلمانوں کو کیا کھلاؤگے اور عرب سے تمکو لڑائی درپیش ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو پس عمر نے وہ نوشتہ لیکر چاک کر ڈالا"

معجم البلدان[3] جلد ششم صفحہ ۳۴۳ اور فتوح البلدان[4] بلاذری صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ سنہ ۲۱۰ھ میں مامون نے حکم دیا کہ فدک بنی فاطمہ کو دیدیا جائے اور اپنے مدینہ کے عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ رسول اللہ صلعم نے

---

[1] علی بن برہان الدین شافعی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) کی مستند و معتبر تالیف عربی زبان میں تین ضخیم جلدوں میں مصر کے مطبع ازہریہ میں چھپی ہے اسکا دوسرا نام انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ہے [2] ابن حجر مکی کی مشہور و معتبر کتاب عربی زبان میں مطبوعہ مصر مطبع میمنیہ [3] یاقوت حموی (المتوفی ۶۲۶ھ) کی مشہور تصنیف عربی زبان میں مع تکملہ دس مجلدوں میں مطبع سعادت مصر میں چھپی ہے [4] یہ کتاب احمد بن یحیی بلاذری المتوفی ۲۷۹ھ کی تصنیف عربی زبان

فدک اپنی بیٹی جناب فاطمہؑ کو عطا کردیا تھا اور یہ امر ظاہر اور مشہور تھا آنحضرت صلعم کی آل میں سے کسیکو اس میں اختلاف نہیں ہے پھر یہ بھی ہے کہ فاطمہؑ اسپر ہمیشہ دعویٰ کرتی رہیں میری اراضی فدک فاطمہؑ کے وارثوں کو واپس اور حوالہ کردینا چاہیے چنانچہ بنی فاطمہؑ کو دیدیا گیا۔

فدک سے متعلق ان تمام روایات کا خلاصہ مطلب یہ نکلا کہ (۱) فدک خدا کے حکم سے جناب رسالتمآب صلعم نے جناب فاطمہؑ کے نام لکھدیا تھا (۲) خلیفہ اول نے ضبط کرلیا (۳) جناب سیدہ نے دعویٰ کیا (۴) خلیفہ نے (اپنی مصنوعی مخالف قرآن) حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ پیش کرکے اور سیدہ کے پیش کردہ گواہوں علیؑ۔ ام ایمن حسن حسینؑ اور ام کلثوم کی شہادت کو غیر معتبر اور ناکافی ٹھہرا کر دعویٰ خارج کردیا (۵) بعد میں سیدہ کے حجج و براہین قاطعہ سے جو انہوں نے کلام اللہ سے پیش کیں معقول ہو کر واگذاشت فدک کی سند لکھدی۔ اُسی وقت عمر آ پہنچے اور انتظام سلطنت کے واسطے روپے کی ضرورت ظاہر کرکے وہ سند چھینکر چاک کرڈالی اور فاطمہؑ فدک سے محروم کردی گئیں (۶) جناب فاطمہؑ دم وفات اپنے فدک کے دعویٰ پر قایم رہیں مگر اُن کو نہ دیا گیا (۷) جناب فاطمہؑ کو اپنے باپ کی امت سے ایسے صدمات اور ایسی تکلیفیں پہنچی تھیں کہ وہ اُن سے ایسی ناراضی اور غضبناکی کی حالت میں رحلت کرگئیں کہ اپنے جنازہ تک پر حاضر ہونے کی ممانعت کر گئیں۔

فدک کی بحث ہمارے نفس مضمون سے بہت کم تعلق رکھتی ہے مگر چونکہ جناب سیدہ کی آخری وصیت میں اس کا ذکر آگیا ہے اس سبب سے ہمنے مختصر طور سے اسپر بھی نظر ڈالدی ہے ورنہ علمائے اعلام کی اس مادہ میں بڑی بڑی تصنیفات موجود ہیں اور اب بھی ہمارے اُنکے کارگر کے جھنڈا گم ہو گئے جو اُس نے دہلی کے معرکہ بالی کے کچے سوت کو بڑی محنت سے بٹکر اپنی آیات بینات کے جوڑنے میں لگائے تھے کشف الظلمات کے تیز اوزار سے بڑی سہولت سے کاٹے اور ادھیڑے جارہے ہیں۔

پس ہم اپنے اصل مضمون بیت الاحزان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مدینہ کی تاریخ جذب القلوب میں لکھتے ہیں "قبہ عباس سے قبلہ کی طرف اہل شرق ایک مسجد جناب سیدہؑ کی طرف منسوب ہے بعضوں نے کہا ہے کردہ بیت

الحزن کر کے مشہور ہے۔ اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے غم میں آدمیوں میں رہنے سے متنفر ہو کر وہاں اقامت فرمائی تھی۔ اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ جگہ
وہ گھر ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بقیع میں بنایا تھا۔ محدث مذکور نے اسی روایت کو اسی
طرح اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں درج کیا ہے (دیکھو ترجمہ جذب القلوب مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۷۱
اور منہاج النبوۃ اردو ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۴۲)

سوانح عمری رسول کریم[1] مطبوعہ لاہور صفحہ ۷۱ میں لکھا ہے کہ مدینہ کے باب البقیع سے قریب ہی
حضرت عباس اور حضرت امام حسنؑ کا مقبرہ ہے اس قبہ کے برابر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کا
بیت الحزن ہے حضرت رسول کریم کی وفات کے بعد آپ اسی مکان میں رہا کرتی تھیں۔

تاریخ آل امجاد[2] صفحہ ۵ میں مولف نے گورستان بقیع کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ہمسائے شدت گریہ فاطمہ زہرا سے راتکو سو نہیں سکتے تھے اس سبب
جناب سیدہ دن بھر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رویا کرتی تھیں (اس جگہ) کا نام بیت الحزن
ہو گیا۔ بحر الکبیر التواریخ (جلد دوم صفحہ ۲) میں لکھا ہے "پس جناب فاطمہؑ کے واسطے ایک گھر بقیع میں
بنایا گیا اور اسکا نام بیت الاحزان رکھا گیا"

اب ہم اپنے تمام مضمون کا خلاصہ ایک لائق سنی مصنف[3] کی لفظوں میں لکھتے ہیں مصنف
مذکور مولوی صدر الدین احمد صاحب اپنی کتاب روائح المصطفے میں جناب فاطمہؑ کا حال
لکھتے ہوئے صفحہ ۳۶ و ۳۷ میں تحریر کرتے ہیں "بعد از وفات پیغمبر واقعات بسیار گذشتہ مثل معاملہ فدک
وسقط شدن حمل او و تہدید نمودن عمر خطاب بنی ہاشم را کہ در خانہ زہرا اجتماع نمودہ بودند و نالہ و
شیون نمودن حضرت زہرا پیش انصار طلبے داد و ذکرش تا کردن ادای ترست۔ وصیت نمودن

---

[1] مولوی حافظ حکیم ظہیر احمد صاحب کی اردو تصنیف مطبع خادم التعلیم لاہور میں چھپی ہے ۱۲ [2] یہ کتاب مولوی محمد عبد المجید صاحب مرحوم نے اپنے مطبع انصاری دہلی میں چھپوائی تھی ۱۲ [3] مصنف مولوی صدر الدین احمد لوہاری بزبان فارسی مطبع احمدی کانپور میں چھپی ہے مصنف مذکور نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ میں حضرت صاحب الامرؑ کے وفات پاجانے کا اعتقاد ظاہر کیا ہے اور ان حضرت کے معجزات جو شواہد میں نقل ہیں انکو غیر معتمد کہکر انکار کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کیسے شدید التسنن تھے کہ مولوی جامی سے بھی بڑھکر ہوتے ہیں ۱۲۔

حضرت زہرا کہ ہیچکس بر جنازہ او حاضر نشود دلیل صریح است برآنکہ حضرت زہرا آزردہ و ملول از دنیا رفت اکنون تاویل ہرچہ خواہند بکنند۔ بالغرض ما از مشاجرات صحابہ عنان قلم منصرف نمودیم۔۔۔۔۔۔

زہرا بعد از وفات پدر بزرگوار خود خانۂ در جنت البقیع گرفتہ آنرا بیت الحزن مقرر نمودہ اکثر ایام در آنجا بسر می برد۔ و مرثیہ برائے پیغمبر انشا نمودہ یک بیت از اول آن قصیدہ اینست ؎

صبت علیّ مصائب لو انہا ٭ صبت علی الایام صرن لیالیا"

(ترجمہ) پیغمبر خدا کی وفات کے بعد بہت سے واقعات گذرے مثل معاملہ فدک اور اسقاط حمل جناب سیدہ۔ اور عمر خطاب کا بنی ہاشم کو دھمکانا جو خانہ جناب زہرا میں جمع ہوئے تھے۔ اور نالہ و شیون کرنا حضرت زہرا کا انصار کے سامنے طول طویل معاملے ہیں۔ اُن کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ وصیت کرنی جناب سیدہ کی کہ کوئی اُن کے جنازہ پر حاضر نہو صریح دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت زہرا آزردہ اور ملول دنیا سے گئیں۔ اب بیٹھے ہوئے جو چاہو تاویل کیا کرو۔ الغرض ہم صحابہ کے مشاجرات سے قلم کو روکتے ہیں جناب زہرا نے اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد ایک مکان جنت البقیع میں اختیار کر لیا تھا اور اسکو بیت الحزن (ماتمکدہ) بناکر اکثر ایام وہیں بسر کرتی تھیں۔ ایک مرثیہ جناب پیغمبر کے واسطے کہا تھا کہ اُس قصیدہ کی اول میں ایک بیت یہ ہے" اے پدر بزرگوار آپکی وفات کے بعد مجھپر وہ مصیبتیں گذریں کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ دن راتیں ہوجاتے")

مصنف علام نے اِن چند سطروں میں غور کرنے والے کے واسطے بہت کچھ لکھدیا ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ہمنے یہان صرف واقعات کو لکھا ہے اور ہر امر کا تاریخی ثبوت دیا ہے جسکی غرض صرف اسقدر ہے کہ جو حضرات واقعات سے انکار کرتے ہیں وہ سمجھیں کہ شیعوں کا دعوی کسقدر مدلل ہوتا ہے کہ ہر دعوی ایک نہیں صدہا کتب اہلسنت سے ثابت ہے۔

رہا نتیجہ۔ وہ سمجھ بوجھ سے متعلق ہے ممکن ہے کوئی یہ سمجھے کہ جو سلوک جناب سیدہ کیساتھ بوجہ مطالبہ فدک کیا گیا وہی حق تھا جیسا کہ مولوی عبد العلی صاحب نے مسلم الثبوت میں لکھا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی انسانی ہمدردی دل رکھنے والا اسکے برعکس نتیجہ نکالے کہ یہ وہ ظلم ہے جو نہ ابتدائے آفرینش سے آجتک ہوا اور نہ ہوگا جس سے ہم تعمیل حکم خدا ان الذین